ہدیہ ۲۵ پیسے

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

۲۸ ذیقعدہ ۸۹ / ۶ فروری

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ اَصْحَابِہٖ تَاَخُّرًا، فَقَالَ لَھُمْ ”تَقَدَّمُوْا فَاْتَمُّوْا بِیْ، وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَّنْ بَعْدَکُمْ، لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَھُمُ اللّٰہُ“ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں دیکھا کہ صفوں میں پیچھے رہنے لگے ہیں۔ تو آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ آگے بڑھو اور میرا اقتداء کرو۔ اور تمہارا اقتداء ان لوگوں کو کرنا چاہئے جو تمہارے پیچھے ہیں (بعض) قوم پیچھے رہتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ان کو پیچھے ڈال دے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ وَیَقُوْلُ: ”اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ لِیَلِیَنِیْ مِنْکُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّھٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کاندھوں کو چھوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ برابر ہو جاؤ۔ آگے پیچھے مت ہو تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ مجھ سے عقلمند اور ہوشیار لوگوں کو متصل ہونا چاہئے۔ پھر ان لوگوں کو جو ان کے قریب ہیں، پھر ان لوگوں کو جو ان سے قریب ہیں (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ”سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ“، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلْبُخَارِیِّ: ”فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ“

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔ اس لئے کہ صف کا سیدھا کرنا نماز کے تمام اور کمال میں سے ہے۔ (بخاری و مسلم)، اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ صف کا سیدھا کرنا نماز کے قائم کرنے میں سے ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ: ”اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِّنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ“ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ بِلَفْظِہٖ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلْبُخَارِیِّ: ”وَکَانَ اَحَدُنَا یُلْزِقُ مَنْکِبَہٗ بِمَنْکِبِ صَاحِبِہٖ وَقَدَمَہٗ بِقَدَمِہٖ“

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز قائم کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف رُخ فرما کر متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ صفوں کو درست کرو۔ اور مل کر کھڑے ہو۔ اس لئے کہ میں تم کو اپنی پس پشت سے دیکھتا ہوں۔ بخاری نے بلفظہٖ اسے ذکر کیا اور مسلم نے معنیً اس کو ذکر کیا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے سو (اس کے بعد) ہم میں سے ہر ایک اپنے مونڈھے کو اپنے ساتھی کے مونڈھے سے ملاتا تھا اور اپنے قدم کو اس کے قدم سے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ”اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا؟“ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا؟ قَالَ: یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور ارشاد فرمایا کہ کیوں تم ایسی صف نہیں باندھتے جیسے کہ فرشتے اپنے رب کے سامنے صف باندھتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اور فرشتے اپنے رب کے سامنے کیونکر صف باندھتے ہیں؟ فرمایا پہلے پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ مسلم۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَھِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَھَمُوْا“، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر لوگ جان لیں جو کچھ اذان اور صف اول میں اجر و ثواب ہے اور پھر بجز قرعہ اندازی کے کوئی اور چارہ کار نہ ہو تو بلاشبہ قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ (بخاری اور مسلم)

عَنْ شَقِیْقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ التَّابِعِیِّ الْمُتَّفَقِ عَلٰی جَلَالَتِہٖ رَحِمَہُ اللّٰہُ قَالَ: کَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوۃِ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ کِتَابِ الْاِیْمَانِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ

ترجمہ: حضرت شقیق بن عبداللہ التابعی رحؒ (ان کی جلالت علمی پر علمائے کرام کا اتفاق ہے) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضؓ اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کر دینے کو کفر خیال نہیں کرتے تھے۔ مگر نماز کو (کہ اس کا ترک ان کے نزدیک کفر تھا) امام ترمذی نے ”کتاب الایمان“ میں اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(ف) اس حدیث اور اس کے ہم معنی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ترک صلوٰۃ بہت بڑا گناہ ہے ان احادیث میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ تارک صلوٰۃ قریب ہے کہ کافر ہو جائے! اصحاب ظواہر کے نزدیک تارک صلوٰۃ کافر ہو جاتا ہے۔ اور امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کو قید کرنا اور مارنا واجب و ضروری ہے۔ حتیٰ کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۸ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ
۶ فروری ۱۹۷۰ء

جلد ۱۵
شمارہ ۳۸

فون نمبر ۶۷۵۴۵

کلچرل شو اور فحش لٹریچر پر پابندی لگائی جائے

کیا اربابِ حکومت اسلامی معاشرت پالیسی بھی وضع کریں گے؟

مختلف کلچرل سوسائٹیوں اور آرٹ کونسلوں کے زیر اہتمام پاکستان کے بڑے شہروں میں رقص و موسیقی کی مجلسیں منعقد ہو رہی ہیں اور ان میں حصہ لینے والی رقاصاؤں کی نیم برہنہ تصاویر اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ یہ بھی خبر آئی ہے کہ بعض جگہ کے اعلیٰ حکام ان محفلوں کے لئے چندہ وصول کر رہے ہیں۔

اس پر مستزاد یہ کہ لائل پور کے معروف سماجی کارکن مولوی نفیر محمد کے اخباری بیان کے مطابق ملک کی تمام بڑی بڑی بکسٹالوں میں فحش لٹریچر وسیع پیمانہ پر فروخت ہو رہا ہے اور اس سلسلہ میں لاہور کا ایک ماہنامہ قابلِ اعتراض مواد شائع کر رہا ہے۔

ایک اسلامی مملکت میں بداخلاقی کے یہ مظاہرے اور بے حیائی و فحاشی کی ترغیب دینے کے یہ سامان انتہائی شرمناک اور لائقِ نفرت ہیں۔

ہمیں نہایت درد و کرب کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ جو لوگ "اسلام اور سوشلزم" کے سیاسی عنوان پر ایک محاذ قائم کئے ہوئے ہیں اور گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ اعلان فرمایا کرتے ہیں کہ پاکستان میں سوشلزم نہیں آنے دیا جائیگا کیا وہ بتلا سکتے ہیں کہ "سوشلزم" کس بلا کا نام ہے اور اس کے آنے کے راستے اور کون سے ہو سکتے ہیں۔

اسلامی اخلاق و عادات اور تہذیب و تمدن کے خلاف معاشرے میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ سب سوشلزم اور کمیونزم ہے اس کے خلاف آواز نہ اٹھانے، اپنا دائرۂ کار صرف سیاسی پروپیگنڈے تک محدود رکھنے کا طرزِ عمل ہی وہ راستہ ہے جہاں سے سوشلزم یا دوسری لادینی تحریکیں نمودار ہوا کرتی ہیں۔ ان سیاسی جماعتوں اور اُن کے لیڈروں کا یہ طرزِ عمل سخت قابلِ اعتراض ہے جو حصولِ اقتدار اور ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لئے تو اسلام اسلام پکارتے ہیں لیکن جب کلچرل سوسائٹیوں، آرٹ کونسلوں اور علمی و ادبی رسالوں کی طرف سے رقص و موسیقی، فحش نویسی اور ننگی تصویروں کی اشاعت کی صورت میں اسلام کے پاکیزہ اور شفاف چہرے پر داغ دھبے ڈالنے کا مظاہرہ ہوتا ہے تو اس طرح چپ سادھ لیتے ہیں گویا یہ سب کچھ "اسلام" کے عین مطابق ہو رہا ہے اور ان باتوں کا سوشلزم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پاکستان کے تہذیبی اور تمدنی کوائف کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جائے تو اس صداقت کا اظہار کرنا پڑے گا کہ ہمارے ملک میں جتنی غیر اسلامی تحریکیں سر اٹھا رہی ہیں وہ سب ان لوگوں ہی کی پیدا کردہ ہیں جو محرومِ اقتدار ہو کر آج اسلام کے مقدس نام کا سہارا لے کر اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کو سیاسی ڈھال بنا کر سرگرمِ عمل دکھائی دیتے ہیں۔

یہ لوگ اگر اپنے وعدوں میں مخلص ہیں اور اپنے پیش کردہ پروگرام میں سچے ہیں تو انہیں اقتدارِ حکومت کی کرسی پر براجمان ہونے سے پہلے پاکستانی معاشرہ کے اس کوڑھ کا فوری علاج کرنا چاہیئے جو اسلامی تہذیب و اخلاق کو بُری طرح کھوکھلا کر رہا ہے اگر وہ الحاد اور بے دین تحریکوں کے مراکز اور دہانے بند کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور صرف اخباری بیانات اور جلسے جلوسوں میں تقاریر کے ذریعہ سوشلزم یا غیر اسلامی تحریکوں کی مخالفت کرتے رہیں گے تو اس طرح صحیح اسلامی معاشرہ کبھی معرضِ وجود میں نہیں آ سکتا۔ اربابِ حکومت اور سیاسی رہنماؤں کو چاہیئے کہ جس طرح وہ زراعت، لیبر اور تعلیمی اصلاحات کے لئے باقاعدہ پالیسیاں وضع کرتے ہیں اسی طرح لوگوں کے اخلاق و کردار اور ان کی تہذیبی و تمدنی اصلاح کے لئے اسلامی معاشرت پالیسی وضع کر کے پاکستان میں ظہور پذیر ہونے والی تمام غیر اسلامی سرگرمیوں (خواہ وہ رقص و موسیقی کی صورت میں ہوں یا ریڈیو، ٹیلیویژن اور سینماؤں کی شکل میں، فحش لٹریچر کے پردہ میں ہو یا دوسرے کسی بھی سنہرے عنوان پر)

مندرجات

ان سب کا خاتمہ کیا جائے، اور خلافِ اسلام لٹریچر کی اشاعت پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ تاکہ پاکستانی عوام کا دامن سوشلزم، کمیونزم، مرزائیت اور دوسری بے دین تحریکوں سے محفوظ رہ سکے۔

عازمینِ حج کے لئے مزید نشستیں

ایک اعلان کے مطابق حکومت نے عازمینِ حج کے لئے مزید نشستوں کا اعلان کیا ہے جس کی رُو سے ۶۵ سال کی عمر کے ایسے بزرگ عازمینِ حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہو سکیں گے جو گذشتہ سات برس سے متواتر درخواستیں دینے کے باوجود قرعہ اندازی میں ناکام رہے ہیں۔

الحمد للہ! پاکستان کے صدر مملکت آغا محمد یحییٰ کے حسب الحکم ایسے عازمینِ حج کے لئے مزید نو سو نشستیں مخصوص کر دی گئی ہیں۔ یہ تعداد درخواستوں کے مقابلہ میں اگرچہ نہایت قلیل ہے۔ لیکن۔ ع ایں ہم غنیمت است

خدام الدین کے قارئین گواہ ہیں کہ حکومت کی حج پالیسی کا دیانت دارانہ تجزیہ کرتے ہوئے ہم نے موجودہ طریق پر جامع تنقید کی ہے اور اُن عازمینِ حج کے دلگداز واقعات متعلقہ اربابِ اختیار کے حضور پیش کئے جو ایک عرصہ سے حج کی درخواستیں دینے کے باوجود صرف غلط پالیسی کے باعث فریضۂ حج کی ادائیگی اور سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کا شرف حاصل کرنے سے محروم رہے ہیں اور ان میں سے بعض اپنے دل میں حج وزیارت کی حسرت لئے اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

خدا کا شکر ہے کہ ہم نے گذشتہ چند شماروں میں پاکستان کی حج پالیسی کے بارے میں جو نشاندہی کی تھی اربابِ اختیار نے اس کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ اس سلسلہ کے متعلقہ حکام میں سے جناب ایم۔ آئی قدوائی اور جناب شیخ لطف اللہ صاحب کی خدمات تحسین کے لائق ہیں کہ انہوں نے اس مسئلہ کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ضعیف العمر عازمینِ حج کے لئے مزید گنجائش پیدا کی ہے۔ اس کے باوجود ہم یہ ضرور گذارش کریں گے کہ عازمینِ حج کی مشکلات اور اس سلسلہ کی رکاوٹوں اور ناروا پابندیوں کا صحیح جائزہ لینے کے لئے حکومت کو ایک ایسا مشاورتی بورڈ ضرور قائم کرنا چاہئے جس میں ممتاز علماء کرام اور حج سے متعلقہ مسائل کی گہری معلومات رکھنے والے حضرات کو شامل کیا جائے جو عازمینِ حج کو پیش آمدہ مسائل کا ٹھوس حل تجویز کر سکیں اور اسلام کے ایک مقدس فریضہ کی ادائیگی میں جو ناروا پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں انہیں ختم کرنے کی عملی راہیں پیدا کی جا سکیں۔

دو خبریں بلا تبصرہ

۱۔ اسلام آباد۔ ۳۰ر جنوری۔ ہیڈ ماسٹر گنگز ہل پرائمری سکول ویڈنسبری (انگلستان) نے ۵ مسلمان لڑکیوں کا لباس ناپسند کیا جو شلوار پہن کر اسکول میں آئی تھیں۔ ہیڈ ماسٹر نے انہیں اسکول سے خارج کر دیا۔ لیکن لڑکیوں کے والدین نے لڑکیوں کو برطانیہ کا شرمناک لباس پہنانے سے انکار کر دیا۔

چیئرمین مسلم ویلفیئر سوسائٹی مسٹر سلیمان پٹیل نے ہیڈ ماسٹر کو بتایا کہ ہمارے مذہب کا حکم ہے کہ لڑکیوں کی ٹانگیں ڈھکی رہیں —— ہیڈ ماسٹر ہیری پردسے نے کہا کہ ایسا انتظام کر لیا جائے کہ لڑکیوں کی ٹانگیں بھی ڈھانپ لی جائیں اور سکول کی وردی کا انداز بھی قائم رہے۔ طرفین اس فیصلے پر رضامند ہو گئے۔

(امروز ۳۱ر جنوری ۱۹۷۰ء)

۲۔ کراچی کی ٹائفون ویمنز کلب کی طرف سے حنائی ہاتھوں کا مقابلہ کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تمام خواتین کو دنیا میں اپنی طرز کے پہلے مقابلے میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہ مقابلہ ۲۹ر جنوری کو کراچی کے مشہور ہال میں منعقد ہو رہا ہے۔

پاکستان میں اسلامی حکومت کے قیام اور سوشلزم کی مخالفت کے لئے میدان سازگار بنانے کا عملی مظاہرہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ ع
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

◎

بسلسلۂ رہنمائی حجاج

کاروانِ حجاز

منزل بہ منزل

(۴)

مکّہ معظمہ میں رہائشی مکانات کی قلت اور حُجّاج کرام کی کثرت کی وجہ سے کرائے کی شرح بہت زیادہ ہے — جو مکانات حرم شریف کے اردگرد واقع ہیں وہ بہت مہنگے ہیں اور جو دُور فاصلے پر واقع ہیں وہ نسبتاً سستے۔ بعض حجاج جو سعودی عرب یا دوسرے قریبی ممالک مثلاً شام، مصر، اردن، عراق اور ترکی سے بذریعہ بس حج کے لئے تشریف لاتے ہیں وہ مناسکِ حج کی ادائیگی کے فوراً بعد واپس ہو جاتے ہیں۔ لیکن پاکستان اور بعض دوسرے ممالک کے حاجی بحری جہازوں میں اپنی اپنی باری کے انتظار میں تقریباً ایک ماہ سے زائد عرصہ تک قیام کرتے ہیں ان کے لئے رہائش کا مسئلہ خاصا پریشان کُن ہوتا ہے۔ خصوصاً پاکستانی حُجّاج جن کی اکثریت عمر رسیدہ اور کمزور افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ جس شخص کو معلّم کی فیس وضع ہونے کے بعد ۸۹۰ روپے کے حج نوٹ اور ان کے عوض جدّہ یا مکّہ میں سوا آٹھ سو سعودی ریال ملتے ہوں اور اسی قلیل رقم سے اس نے مِنیٰ و عرفات، مکّہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک آمد و رفت میں بسوں کے کرائے، خیموں کا خرچہ اور ڈیڑھ دو مہینے تک ذاتی مصارف کے علاوہ تسبیح، ہار، آبِ زمزم، کھجور، جائے نماز، رومال اور گھڑی یا ریڈیو (کہ ان کا شمار بھی آج کل تبرّکات میں ہوتا ہے) خریدنے ہوں وہ دس دس پندرہ پندرہ افراد کے ساتھ مل کر ایک ہی کمرہ میں رہنے پر مجبور ہوتا ہے، مکّہ میں بلند و بالا ائر کنڈیشنڈ ہوٹلوں کی بھی کمی نہیں لیکن ان میں وہی حضرات قیام فرما سکتے ہیں جنھوں نے بل اپنی جیب سے نہ چکانا ہو — فندق شوبرا، فندق الکعکی اور فندق الحرم کے علاوہ بے شمار دیگر چھوٹے بڑے ہوٹل حرم شریف کے نزدیک ہی واقع ہیں۔

ایک ہی معلّم کے یا ایک ہی علاقہ سے گئے ہوئے لوگ مل کر جتنی مدّت قیام کرنا ہو اتنے عرصے کے لئے ایک مکان لے لیتے ہیں۔ تقریباً تمام مکانوں میں بجلی کی روشنی میسّر ہے لیکن اکثر میں پینے کے پانی کا انتظام نہیں ہے۔ پانی لانے والے سقّے مزید پیسے لے کر پانی بہم پہنچاتے ہیں۔ مکان کرایہ پہ لیتے وقت اس امر کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔ کھانا پکانے کے لئے کروسین آئل سٹوو (مٹی کے تیل کا چولھا) مفید رہتا ہے۔ کھانے پینے کی ہر چیز گوشت، سبزی، دودھ وغیرہ مل جاتی ہے۔

قیامِ مکّہ کے دَوران معلّم سے رابطہ قائم رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے معلّم کی معرفت آپ کی خط و کتابت ہوتی ہے۔ معلّم کے دفتر میں تمام خطوط آتے ہیں۔ وہاں اپنا اپنا خط تلاش کرکے لانا پڑتا ہے۔ سعودی عرب میں ڈاک کا انتظام خاصہ ناقص ہے۔ خط لکھ کر خود ڈاکخانہ لے جانا ہوتا ہے وہاں اس پر ٹکٹ لگوا کر دینا پڑتا ہے۔ باب السعود کے سامنے سعودی ہسپتال کے عقب میں بڑا ڈاکخانہ ہے۔ اس کے علاوہ محلّہ شُغلہ میں بھی ایک ڈاک خانہ ہے۔

مسجد الحرام

مسجد الحرام میں ایک نماز کا ثواب دوسری مساجد کی ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے۔ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی بڑا ثواب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ "اللہ بیت اللہ پر ہر وقت ۱۲۰ رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ ان میں سے ساٹھ رحمتیں اس شخص کے حصّے میں آتی ہیں جو حرم کعبہ کا طواف کرتا ہے، چالیس اُس شخص پر جو مسجد الحرام میں نماز پڑھتا ہے اور بیس اس پر جو بیت اللہ کو صرف دیکھتا ہے۔"

ہر نماز با جماعت ادا کرنی چاہئے۔ بابَ النبی، بابِ ابراہیم، باب العُمرہ اور باب الصفا سے متصل وضو وغیرہ کا انتظام ہے، بیت الخلاء بھی کافی تعداد میں بنائے گئے ہیں۔ لیکن بہتر ہے کہ اپنی رہائش گاہ سے ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کرکے حرم شریف جائیں جوتے سنبھالنے کا مسئلہ دنیا کی دوسری تمام مساجد کی طرح یہاں بھی درپیش رہتا ہے۔ ہر نماز کے وقت جُوتا بدل جاتا یا گم ہو جانا معمول بات ہے۔ لیکن بعض لوگ کپڑے کا ایک تھیلہ ہاتھ میں رکھتے ہیں حرم میں داخل ہوتے ہوئے جُوتا اتار کر اس میں ڈال دیتے ہیں اور اندر ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔ مسجد الحرام میں معلّمین کے ملازم طواف کرانے اور زمزم پلانے پر مامور ہوتے ہیں۔ دو چار دن بعد ان کو ایک ریال بخشیش دے دیا جائے تو یہ خود حاجی کو ڈھونڈ کر پانی پلاتے ہیں

عام طور پر ایک معلّم کے حجاجِ کرام صحن مسجد میں ایک ہی جگہ بیٹھتے ہیں۔ حجاج کے لئے ضروری ہے کہ معلّم کی مخصوص جگہ پر بیٹھیں یا علیحدہ لیکن ایک جگہ متعین کر لیں اور ہمیشہ وہیں بیٹھا کریں۔ اس طرح تلاش کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ پاکستانی حجاج عام طور پر محلّہ جیاد کے مکانات میں رہتے ہیں اور باب الس[illegible] یا باب النبیؐ سے ہوتے ہوئے حجرِ اسود اور رکن یمانی کے سامنے بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ محلہ شامیہ اور حارۃ الباب کی طرف رہنے والے حطیم کے سامنے اس جگہ بیٹھتے ہیں جہاں حنفی مصلّٰی ہوا کرتا تھا۔

مختلف ممالک کے لوگ دربارِ خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں ان سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔ اپنے ملک، اپنے معاشرے اور تہذیب و ثقافت کے روشن پہلوؤں کا ذکر کیجئے۔ کسی معاملے میں ان کی اندھا دھند تقلید نہ کریں۔ اختلافی مسائل اور سیاسی حالات پر بحث مت کیجئے۔ ذی الحج کی ابتدائی تاریخوں میں بہت زیادہ ہجوم ہو جاتا ہے طواف کرتے ہوئے، حجرِ اسود کا بوسہ

بنات اسلام

پردہ کی ضرورت و اہمیت

تمہاری نظریں نامحرم پر پڑتی ہیں۔ پردہ اس لیے نہیں ہے۔ کہ غیر نہ دیکھیں۔ بلکہ اس لیے بھی ہے کہ غیر کو نہ دیکھو ایک دفعہ ایک نابینا صحابی حضور کے گھر آیا۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ پردہ کرو۔ پردہ کرو۔ کہنے لگیں حضور یہ تو نابینا ہے۔ فرمایا۔ یہ نابینا ہے تم تو نابینا نہیں ہو۔ تم تو دیکھ سکتی ہو پس پردہ کے ساتھ غضِ بصر ضروری ہے۔ ورنہ پردہ کا مطلب فوت ہو جاتا ہے۔ ایک اور حکم اس ضمن میں یہ دیا۔ کہ عورتیں اپنی زینت نامحرم پر ظاہر نہ کریں۔ یعنی جب باہر نکلنا پڑے تو پردہ کے ساتھ زینت کا سامان نہ ہو۔ یعنی خوشبو لگاکر نہ چلیں اور نہ آواز دینے والے زیور ہوں۔ نہ مزین جوتا ہو۔ اور نہ مزین برقعہ اس میں حکمت یہ ہے کہ مفسد آدمی نہ تو پہچان سکے۔ اور نہ اس کے دل میں بدی کا خیال پیدا ہو سکے۔ پس اُس کریم ذات کا کتنا بڑا احسان ہے کہ حکم کے ساتھ ساتھ اس کی افادیت بھی ظاہر کر دی۔

بعض طبقہ کی طرف سے اس کی تشریح یوں بھی کی جاتی ہے۔ کہ عورت اپنے جسم کا وہ حصہ چھپائے جو زینت والا ہو اس حصہ میں وہ لوگ چہرہ کو شامل نہیں کرتے۔ مگر جاننا چاہیئے کہ ایسی تشریح محض دھوکہ اور فریب سے کم نہیں۔ حسن کا اصلی مقام تو چہرہ ہے انسان جسے جمالیاتی ذوق دیا گیا ہے۔ چہرہ ہی سے کسی کے حسن کا علم حاصل کرتا ہے اور اس سے رغبت کرتا ہے اگر چہرہ شامل نہیں تو پردہ کا حکم عبث ہے اور بے مقصد ہے۔ جو چیز وجہ فساد ہے، اسے تو چھوڑ دیا جاتا ہے تو پھر فساد کو کیسے روکا جا سکتا ہے۔ یہ توجیہہ نفس اور شیطان کی طرف سے دھوکہ کے طور پر ہے "الا ما ظھر منھا" کا مطلب تو یہ ہے کہ جو زینت خود بخود بلا کسی عذر کے ظاہر ہو معاف ہے لیکن حیلہ سے ارادتاً زینت کا ظاہر کرنا منع ہے۔ پہلی نظر جو نامحرم پر خود بخود بلا ارادہ پڑے۔ معاف ہے مگر ارادتاً دوسری نظر منع ہے۔

آیئے۔ اب ہم جائزہ لیں کہ اس قرآنی حکم کی جو سراسر احسان اور رحمت کے طور پر ہے۔ کس طرح تعمیل کی جاتی ہے اس میں شک نہیں کہ پردہ کا مطلب تو ستر پوشی ہے مگر آجکل جو برقعہ استعمال کیا جاتا ہے وہ بذاتِ خود زینت ہے بھڑکیلا اور چمکدار کپڑا کشیدہ کاری سے مزین اور اس کی چست وضع اور تراش اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ستر پوشی کے لیے کم اور زینت کے لیے زیادہ ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ عورت فطرتاً زینت کو زیادہ پسند کرتی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ زینت کا مظاہرہ بازاروں میں اور نامحرم لوگوں کے سامنے کرے اور اپنے آپ کو بد ارادہ اور مفسد لوگوں کی نظروں کا مرکز بنالے دین کی رو سے عورت کی توجہ کا مرکز تو اس کا خاوند ہے لہذا اس کی زینت بھی اس کے لیے وقف ہے لیکن اس امر سے کسی کو انکار نہیں کہ مغربی تہذیب کے اثر سے ہمارے ملک میں بے پردگی کا رجحان بڑھ رہا ہے عورت اپنی فطرت سے بغاوت کر رہی ہے وہ گھریلو زندگی کی بجائے شمع محفل بننا زیادہ پسند کرتی ہے مرد اسے مساوی حقوق دینے کا جھانسہ دیکر ہنگامہ پرور زندگی میں گھسیٹ لا یا ہے۔

حضرت فاطمہ (رض)

مضطر گجراتی مرحوم

رفعت ورائے فکر ہے تیرے مقام کی — بیٹی ہے تو رسول علیہ السلام کی

دنیا تیری نظر میں متاعِ قلیل و ہیچ — عظمت تھی تیرے دل میں خدا کے کلام کی

فاقوں میں پہروں شکر خدا کے حضور میں — یہ وسعتیں تھیں تیرے سجود و قیام کی

تو اپنی خواہرانِ مبارک کی خیر خواہ — تو غمگسار شوہر ذی احترام کی

جس کو ابوتراب کہا آں حضورؐ نے — جو مقتدر کڑی تھا الٰہی نظام کی

کلثوم و زینب اور حسین و حسن سے پھول — زینت تھے تیرے حجرۂ جنت مقام کی

صدق و صفا، متانت و غیرت، وقار و حلم — تجھ میں ہر اک صفت تھی رسولِ انامؐ کی

آتا ہے پاک نام ترا جب زبان پر — سنتا ہوں آسماں سے صدائیں سلام کی

ملحوظ ادب ہے جس کو بناتِ رسولؐ کا

مضطر اسے نوید بہشتِ دوام کی

مجلسِ ذکر

۱۳ر ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۲ر جنوری ۱۹۷۰ء

شرک بدترین گناہ ہے

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ہ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ہ (الشمس ۹-۱۰)

ترجمہ: بے شک وہ کامیاب ہوا، جس نے اپنی روح کو پاک کر لیا۔ اور بے شک وہ غارت ہوا جس نے اس کو آلودہ کر لیا۔

شرکِ اصغر

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جو بار بار ارشادات فرمائے ہیں، متقی قوموں کے افراد کے اور خدا اور رسولؐ کے نافرمانوں کے جو اللہ تعالیٰ نے موازنے کئے ہیں اُن سے یہی ثابت کیا ہے کہ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ص وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط (البقرہ ۲۰۸) یعنی اللہ تعالیٰ کا دین ابدی، دائمی ہے اور دنیا کے ہر معاملہ میں اسلام کی واضح ہدایات ہیں، واضح احکام ہیں۔ ان کی خلاف ورزی کر کے انسان اللہ اور رسولؐ کی سخت ترین نافرمانی اور جنگ مول لیتا ہے۔ اور اگر انسان اپنی سی کوشش کرتا ہے، نیت بخیر ہے اُس کی، عمل میں کوتاہی بھی ہو جائے تو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ وہ کوتاہی معاف فرما دے گا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ رمضان کے روزوں میں بھول کے پیٹ بھر کے کھانا بھی کھا لیں تو کسی قسم کی کوئی باز پرس نہیں، لیکن جان بوجھ کے اگر ایک لقمہ بھی کھا لیں، قانون شکنی کریں تو پھر اتنی بڑی سزا ہے کہ اس سے بڑی سزا کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔ ایک روزے کے جواب میں ساٹھ روزے پے در پے رکھنے پڑتے ہیں۔ بیچ میں اگر خلا آجائے تو پھر نئے سرے سے۔ نیت خراب ہو تو بہانے بہت بن جاتے ہیں ——

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے نیتوں کو درست کرنے کی توفیق دیں۔ یعنی عبادات ہیں، نمازوں ہیں، حج زکوٰۃ یا جو بھی دیگر ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایات ہیں اُن سب کو اگر ریاءالناس کے لئے کرتے ہیں تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ شرکِ اصغر ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ دائیں ہاتھ سے خیرات کرے تو بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ "نمائش" سے مطلب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے تو وہ تو اندھیری کوٹھڑی میں بھی اور آپ کے دل کے وسوسے سے بھی بے خبر نہیں ہے، آپ جو بھی کچھ کام کریں، ہزار چھپ کے کریں۔ اللہ کے لئے تو عیاں ہے۔ عیاں را چہ بیاں۔ لیکن اگر آپ نمائش کرتے ہیں تو اس کے معنی ہیں خدا مطلوب نہیں ہے، خدا کی رضا مطلوب نہیں ہے بلکہ غیراللہ کے سامنے حاتم طائی بننا آپ کو منظور ہے، غیراللہ کے سامنے اپنی عزت افزائی منظور ہے، تو جب اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور احکام کی تعمیل مقصود بالذات نہیں ہے بلکہ نمود و نمائش مطلوب ہے تو پھر یہ شرکِ اصغر ہے اور شرک وہ لعنت ہے جس کو اللہ نے معاف ہی نہیں کرنا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج (النساء ۴۸)

ملکیت اور بہیمیت

تلاوت کردہ آیتوں کا ترجمہ یہ ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وہ شخص نجات پا گیا، ہدایت یاب ہوا اللہ تعالیٰ کے ہاں آخرت میں اور یہاں سرخرو اور کامران ہوا، جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا، مزکّٰی اور مصفّٰی کر لیا، یعنی آپ کپڑے دھوتے ہیں، نہاتے ہیں، جسم پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نفس امّارہ ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ (یوسف ۵۳) وہ بُرے عادات و خیالات اور بُرے کاموں کے لئے آپ کی رہنمائی کرتا ہے۔ انسان کی جبلت میں اللہ نے ملکیت اور بہیمیت دونوں رکھی ہیں۔ فرشتے ملکیت کاملہ ہیں اور حیوانات بہیمیت کاملہ ہیں۔ اسی دنیا کی غذائیں کھا کے انسان کا نُطفہ بنتا ہے اور اس میں ایک لطیف مادہ پیدا ہوتا ہے، اُس مادے سے اللہ تعالیٰ انسان کو پھر تخلیق فرماتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا عجیب مظاہرہ کیا۔ انڈے سے مرغی، مرغی سے انڈہ، زندہ مرغی، مردہ انڈہ دیتی ہے۔ اس سے پھر اللہ تعالیٰ زندہ جانور پیدا کرتے ہیں۔ یہ قدرت کا عجیب مظاہرہ اور مشاہدہ ہے۔ اس کو قرآن نے یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ سے تعبیر فرمایا۔

زندہ اور مُردہ کی وضاحت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس سے دوسرا مفہوم پیدا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بد سے نیک، نیک سے بد پیدا کرتے ہیں یعنی ان کے آباؤ اجداد کفار تھے، اللہ نے بعد میں ان میں سے بعض کو توبہ کی توفیق دی، ایمان نصیب فرمایا اب یہ عالم ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی نسل اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط (الحجرات ۱۳) کی مصداق ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

شرک کی مثالیں

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وصیت جو فرمائی ہے۔ اس دنیا سے روپوش ہونے کے بالکل قریب فرمایا۔ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِھِمْ مَسٰجِدَ ط یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت اس لئے ہے کہ ان بدبختوں نے یہ نہیں ہے کہ کوئی بتوں کی پوجا پاٹھ کی یا پتھر کے بت گھڑے۔ یا کوئی شوالے وغیرہ

بنائے۔ یہ تو مشرکین کا طریق ہے، ان ظالموں نے نبیوں کے بُت بنائے۔ انہوں نے ولیوں کے مجسمے تیار کئے، قومیں جب بہکتی ہیں، تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے قائداعظم محمد علی جناح جب وفات پا گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے "پاکستان ٹائمز" کا ایک پرچہ لاکر دکھایا جس میں ایک خط چھپا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ قائداعظم چونکہ پاکستان کے بانی ہیں اور مسلمانوں کے بہت بڑے محسن اور نجات دہندہ ہیں لہٰذا اُن کا بُت بنا کر ہر مسجد میں نصب کرنا چاہیئے۔ اندازہ لگائیے یہ مسلمانوں کا طرزِ فکر ہے ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اکبر مرحوم نے بھی کہا تھا ؎

طفل میں بُو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

اور اُسی کا شعر ہے ؎

انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

اسی لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ علماءِ ربانی کی صحبت میں جب تک انسان نہ بیٹھے، بی، اے چھوڑ ایم اے۔ پی، ایچ ڈی ہو جائے، انسانیت نہیں آئے گی، دین نہیں آ سکتا، دین پر عمل اور دین کے تقاضے اس سے پورے نہیں ہو سکتے چاہے وہ دنیا بھر کی ڈگریاں لے آئے۔

ملل ادیان پر موقوف ہیں

آپ کہیں بھی پیدا ہوئے ہوں، کتنے بھی مختلف رنگ و روپ کے ہوں، ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک قرآن کو جب مانتے ہیں، ایک قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں تو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ خدا نے اس بھائی چارے کو حقیقی بھائی چارہ قرار دیا۔ لیکن اگر کسی کے بھائی کفّار و مشرکین رہ جاتے ہیں تو وہ پھر بھائی نہیں۔ مثلاً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والد مسلمان ہوئے، سارے گھر والوں نے نکال دیا۔ وہ رشتہ مسلمانوں میں جا کر قائم ہوا۔ پرانے رشتے سارے کٹ گئے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملل ادیان پر موقوف ہیں۔ ایک وطنی بھائی ہیں دوسرے اُس سے بھی آگے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ، برادرانِ وطن بھی ہیں اور برادرانِ مذہب بھی ہیں یعنی ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز و ہم مذہب۔ یہ یک جہتی، وہاں ایک ہے، یہاں کئی تاریں ملی ہوئی ہیں، کئی رشتے گڈ مڈ ہیں، سر سے پاؤں تک آپ ایک دوسرے کے لیئے رحمت ہی رحمت ہیں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" اللہ کے نبیؐ، رحمۃ للعالمین، اللہ تعالےٰ خود کریم ہیں، توّابٌ رّحیم ہیں۔ اور کفار و مشرکین کو بھی انعام دئے جا رہے ہیں ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ط (البقرہ ۱۲۶) پھر جہنم میں گھسیٹ بلائیں گے سو خوش قسمت ہیں وہ جو سلسلۂ خیر کی کڑی ہیں، انبیاء کا دامن تھام رکھا ہے، ان کے کلمہ گو اور حلقہ بگوش ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں آپ کو تربیت کے لئے، اپنا نام لینے کے لئے اولیاء اللہ کی سنگت نصیب فرمائی اور یہ ایک قسم کی جماعت جو بن گئی ہے اسی کو اللہ کے نبیؐ نے فرمایا۔ یَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ ط جماعت پہ اللہ کا ہاتھ ہے۔

خدا کی وحدانیت کے دلائل

دنیا میں آنے کے بعد جو سابق دین پر قائم رہتا ہے جو ارواح نے قبول کیا تھا وہ تو مومن ہے اور انکار کرتا ہے تو وہ منکر ہو گیا۔ لیکن اگر وہاں کا معاملہ نہ ہوتا تو یہاں تو جب وہ ہوش حواس کو پہنچتا، تبلیغ کی جاتی، مانتا تو مومن نہ مانتا تو کافر۔ لیکن یہ تو اُس پر بھی اللہ نے بنیاد رکھی کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ط فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ۔ اللہ تعالےٰ ہر کسی کو فطرتِ اسلام پر پیدا کرتے ہیں، ہندوؤں کے گھر میں بھی، سکھوں کے گھر میں بھی، کمیونسٹوں کے گھر میں بھی، لیکن بعد میں وہ یہودی نصرانی مجوسی بنا دیتے ہیں۔ بعد میں اسلام کا انکار کرتا ہے۔ اوّلاً روح منکر نہیں۔ کیوں منکر ہوتی؟ فرشتہ کوئی کافر نہیں۔ تمام نباتات، چرند، پرند، سب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہیں۔ ؎

ہر گیاہے کہ از زمیں روید
وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

جو زمین سے گھاس پھوس کا ایک ذرّہ بھی نمودار ہوتا ہے وہ خدا کی وحدانیّت کے ڈنکے بجاتا ہے۔ زبانِ حال سے کہتا ہے کہ خدا ایک ہے کیونکہ یکبارگی، جب بھی آپ دیکھیں گے زمین سے دانہ جب پھوٹتا ہے تو اس کی ایک ہی شاخ پہلے پھوٹتی ہے۔ اس کے بعد پھر دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں چلی جاتی ہے تو فلسفی اور شاعر نے اسی سے خدا کی وحدانیّت پر دلیل قائم کر دی — خدا کی وحدانیّت پر دلیل تو ہر ہر لمحہ، ہر ہر قطرہ سے ملتی ہے، ایک ایک مٹی کا ذرّہ بلکہ قطرہ کے ہزارویں حصّے سے خدا کی عظمت آشکارا ہے۔ یعنی جو صانعِ عالم ہے اُس کی صنعت اُس پر خود دلالت کرتی ہے۔ دنیا میں کوئی فعل بغیر فاعل کے سرزد نہیں ہو سکتا۔ یہ لاؤڈ سپیکر ہم نے یہاں رکھا ہے۔ تو رکھا گیا ہے از خود چل کے نہیں آیا، نہ جا سکتا ہے۔ اس نے رکھا میں نے تقریر شروع کر دی۔ میں اب تقریر کر رہا ہوں تب نشر ہو رہی ہے اپنے آپ وہ نہیں بول رہا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کوئی فعل بغیر فاعل کے سرزد نہیں ہوتا۔ آپ اپنے سامنے گیہوں رکھ لیں، از خود وہ نہ پسے گا، نہ آٹا گندھے گا، نہ روٹی پکے گی، نہ آپ کے حلق میں اُترے گی جب تک کہ اسے کوٹیں، پیسیں، آٹا گوندھیں، گوندھنے کے بعد پکائیں، پکا کے لقمہ اپنے ہاتھ سے منہ میں نہ ڈالیں۔

شرک کے چند مزید پہلو

میں عرض کر رہا تھا کہ بقول امام ولی اللہ دہلویؒ (وہ قرآن و حدیث ہی سے استنباط کرتے ہیں) کہ انسان ملکیّت اور بہیمیّت کا مجموعہ ہے۔ چار مہینوں میں رحمِ مادر میں اللہ تعالیٰ انسان کی تکمیل فرما دیتے ہیں۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ط (آل عمران ۶) دنیا کے اندر موم، پتھر یا مٹی کی مورتیاں بنتی ہیں، کاغذ پر مورتیاں تو بنتی ہیں لیکن پانی پر کوئی مورتی یا نقش بنا کر دکھائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔

کہ پانی پر انسان کا عجیب و غریب نقشہ کھینچتے ہیں ، ایک انسان ہی نہیں جو جو بھی اللہ کی مخلوق ہے ۔ مثال میں نے انڈے کی دی تھی ۔ اب انڈے کے اندر تو پانی ہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ مرغی کے بچے کے نقش کھینچ رہے ہیں کوئی دنیا کا مصوّر ، کوئی دنیا کا سائنسدان ، کوئی بھی دنیا کا معمار کیوں نہ ہو ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر وہ نقل اتار بھی لیں مٹی کی ، مورتی بنا بھی لیں اُس میں جان نہیں ڈال سکتے ۔ اس لیئے اس سے منع کیا گیا ہے ۔ اور قیامت کے دن اُسے جان ڈالنی پڑے گی اور یہ نہ کر سکے گا اور خدا کا موردِ عذاب و عتاب ہوگا ۔ یہ گویا اقوامِ عالم کی گمراہی کے ایک راستے سے بچایا ہے ۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ قومِ نوحؑ کی تباہی کا باعث یہی ہُوا کہ ود ، سواع ، یعوق ، نسر بتوں کے نہیں یہ اللہ کے نیک ولیوں کے ، نبیوں کے ، علماء کے ، رھبان کے ، بہت بڑے متقی ، پرہیزگاروں کے مجسّمے بنائے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سب سے آخر میں انہی پر جیسا کہ مَیں نے عرض کیا لعنت بھجوائی ہے یہود و نصاریٰ کے اس فعل پر اور اسی کی ان کو اللہ نے سزا دی ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (البقرہ ۶۱) یا تو خدائی میں شرکت قرار دیتے ہیں یا نبیوں ہی کا انکار سرے سے کر ڈالتے ہیں ۔ بلکہ نبیوں کے قتل کے درپے ہوئے اور قرآن میں اللہ نے تسلیم کیا کہ حضرت زکریاؑ ، حضرت یحییٰ وغیرہم کو ان ظالموں نے قتل ہی کر دیا ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بدبختوں نے کوشش کی لیکن ناکام ہوئے ۔ جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہے اُس کو کون گزند پہنچا سکتا ہے لیکن انہوں نے کوشش میں کمی نہیں کی ۔

حضرت مسیحؑ اور اُن کے حواری

حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودی اپنے خیال کے مطابق سولی پر چڑھا چکے ہوئے ہیں اور اکثر فرقِ یہودیہ اور عیسائی اس کو تسلیم بھی کرتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے واسطے سے ساڑھے چار پانچ سو سال کے بعد حقیقت بیان کی کہ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ نہ وہ قتل کر سکے حضرت مسیحؑ کو نہ سولی پر چڑھا سکے تو پھر گئے کدھر ؟ قرآن میں اللہ نے فرمایا ۔ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۔ (النساء ۱۵۷) اللہ نے ان کو شبہے میں ڈال دیا ۔ شبہ میں ڈالا تو انہوں نے کئی حضرت مسیح کے نام پر سولی پر لٹکا دیے جن میں کوئی ایک تو ہوگا جو متشابہ ہوگا ۔ بعض اوقات آپ دیکھتے ہوں گے کہ اولیاء کرام کے ساتھ لوگوں کو محبت اتنی ہوتی ہے کہ ان کا لباس ، ان کا تقویٰ ، اُن کی دیانت ، پورا پورا معمول ویسا بناتے ہیں ۔ حتیٰ کہ بعض اوقات شکل و شباہت بھی ویسے ہی لگنے لگ جاتی ہے جب لباس اور کپڑا ہو اور باقی رجحان ان کے ساتھ ہوتا ہے ۔ وہی کہ خربوزہ خربوزے سے رنگ پکڑتا ہے یہ اکثر دیکھا ہوگا آپ نے ۔ تو بہرحال اسی طرح وہ حضرت مسیحؑ کے جو حواری تھے ۔ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ (آل عمران ۵۲) تو ان حواریوں کو جو بارہ تھے ، کپڑے دھوتے تھے قصبہ ناصرہ میں جہاں حضرت مسیح کی پیدائش ہوئی ہے ، یوروشلم کے قریب ہی قصبہ ہے ، تو وہاں حضرت مسیحؑ مایوس ہو گئے یہودیوں سے جو راہِ راست پر نہیں آتے تھے ، اور وہی آخری پیغمبر تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اعلان کرنے آئے تھے ، خوشخبری دینے آئے تھے ، وہ پورا نہ ہُوا ۔ تو حضرت مسیحؑ نے اُن سے کہا تم لوگ کیا کر رہے ہو ؟ انہوں نے کہا ۔ جی ہم لوگوں کے کپڑے دھوتے ہیں اور اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں ۔ حضرت مسیحؑ نے کہا آؤ مَیں تمہیں لوگوں کے دل دھونے اور مانجھنے سکھاؤں ۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو روحانی تربیت کی تعلیم دی ۔

خدا کی خدائی پر شواہد

یہی مَیں عرض کر رہا تھا کہ آپ جو غذائیں کھاتے ہیں بہیمیت اس سے ترقی اور جنم لے رہی ہے پہلے تو اللہ نے ماں کے دودھ میں ، ماں کے خون میں آپ کا حصّہ شامل کیا ، اُس کی غذاؤں کا خلاصہ خون میں بنا ، اور وہ آپ کی غذا اور آپ کے وجود کا باعث بنا ۔ دنیا میں اللہ لاتے ہیں تو کافی عرصہ تک دودھ پینا پڑتا ہے ماں کا یا کسی اور ایسی چیز کا کیونکہ قویٰ کمزور ہوتے ہیں ۔ جوں جوں قویٰ قوی ہوتے ہیں تو پھر انسان سونے کے کشتے بھی کھاتا ہے ۔ پھر سنکھیا اور پھر انسان لوہے کو بھی کشتہ بنا کے کھا جاتا ہے ۔ پھر تو ہاتھیوں کو لگام دیتا ہے ، شیروں پر سواریاں کرتا ہے ، پھر تو وہ ہوائی جہاز بنا کے اڑاتا ہے ، وہ تو پھر اللہ نے اس کو وسائل بھی دئیے ، عقل بھی دی ، غرض یہ کہ ان ساری چیزوں پر انسان جب غور کرتا ہے تو خدا کی خدائی خود آشکارا ہوتی ہے ۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ روسی یا امریکی یا چینی سائنسدان یا ماہرین یا چاند پر جانے کے جو سیارے بنا رہے ہیں کیا یہ سیارے انہوں نے تخلیق کئے ہیں ؟ یہ چاند سورج کی انہوں نے ڈیوٹی لگائی ہے ، ان کا مادہ انہوں نے متعیّن کیا ہے ؟ ظاہر ہے کہ وہ خود اس کے دعویدار نہیں ۔ جہاں انسان کی عقل باور نہیں کرتی ، جہاں انسان کی عقل ماند ہو جاتی ہے ، بے بس ہو جاتی ہے ، وہاں سے اللہ تعالیٰ کی عظمت آشکار ہوتی ہے اور وہاں سے اللہ تعالےٰ کی قدرتوں کا ظہور شروع ہوتا ہے اور یہیں انسان سپر ڈالنے پر مجبور ہوتا ہے ۔ چنانچہ ہمارے حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان سائنسدانوں کو اگر ذرا سی تربیت دی جائے تو یہ تو علماء اور عوام سے کہیں زیادہ خدا کی خدائی کے قائل ہوں بلکہ یہ تو بصیرت کے ساتھ قائل ہوں کیونکہ ان کو خدا کی عظمت قدم قدم پر خود بخود محسوس ہو رہی ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا ۔

اب مَیں یہی عرض کر رہا تھا کہ ایک ایک قطرہ ایک ذرّہ ہوا کا خدا کی خدائی پر آشکار ہے کیونکہ فاعل کے بغیر کوئی فعل سرزد ہی نہیں ہوتا ۔ جو انسان اپنے نفس کو پہچان لے تو وہ خدا کی عظمت کے گن گائے گا کہ یہ سر ، یہ ناک ، یہ آنکھیں ، یہ قوتِ لامسہ ، یہ قوتِ شامہ ، یہ قوتِ شنوائی ، یہ قوتِ گویائی ، یہ چلنے پھرنے کی قوت یہ کس نے پیدا کی ؟ کوئی کہہ سکتا ہے کہ کسی بدبخت سائنسدان نے پیدا کی ؟ اور اگر

(باقی صـ۱۶ پر)

حضرت رائے پوری کے خلیفہ مولانا محمد صاحب انوری لائل پور میں وفات پاگئے

پاکستان ایک ممتاز عالم دین شیخ طریقت سے محروم ہوگیا

حضرت مولانا سیّد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور پاکستان کے جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا محمّد صاحب انوریؒ ۲۲ر جنوری ۱۹۷۰ء بروز جمعرات سات بجے صبح ڈسٹرکٹ ہسپتال لائل پور میں داعیٔ اجل کو لبّیک کہہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاک و ہند کے مشہور و معروف اور ممتاز علمارکرام میں شمار ہوتے تھے۔ آپ ۱۹۰۱ء میں ضلع جالندہر کے ایک گاؤں موضع اُگّی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم مولانا فتح دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی جو اپنے علاقہ کے متدیّن بزرگ اور ممتاز عالم دین اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید تھے۔ بعد ازاں مختلف درسگاہوں میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں شیخ الحدیث حضرت علّامہ سیّد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوے ادب تہہ کیا، اور آپ ہی سے سندِ فراغت حاصل کی۔ تعلیم کے بعد آپ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر کے ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اُن کے وصال کے بعد حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا اور آپ سے خلافت حاصل کی چنانچہ اسی نسبت سے آپ انوری مشہور ہوئے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ مریدین میں شامل ہوئے اور آپ کے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے۔

مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں قادیانیوں سے مناظرہ میں خوب شہرت حاصل کی۔ چنانچہ یہ اسی عظمت و شہرت کا ثمرہ تھا کہ حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کے خلاف بہاولپور کے تاریخی مقدمہ میں حضرت مولانا محمد صاحب کو اپنا وکیل مقرر کیا اور آپ نے مولانا محمد صادق صاحب شیخ الجامعہ بہاولپور کی رفاقت میں اس مقدمہ کی پیروی میں بڑی محنت اور دلچسپی سے کام لیا مقدمہ کی سماعت کے دَوران حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا تو وصال ہو گیا تھا لیکن آپ کے بعد مقدمہ کا فیصلہ اہلِ اسلام کے حق میں ہو گیا اور عدالت نے ایک مسلمان عورت کا نکاح قادیانی مرد سے حرام قرار دے دیا۔

حضرت مولانا محمّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا سیّد عبدالرحیم شاہؒ فیروز پوری، مولانا لال حسین اخترؔ اور مولانا محمد حیات فاتح قادیان نے مرزائیوں کے خلاف بے شمار مناظروں میں حصّہ لیا، ان مناظروں میں علمی استدلال اور ادبی نکات پیش کرنے میں حضرت مولانا محمد صاحبؒ نے خوب شہرت حاصل کی۔

قیامِ پاکستان کے بعد آپ لائلپور تشریف لے آئے اور محلّہ سنت پورہ میں قیام پذیر ہوئے اور یہاں مسجدِ انوری کے نام سے ایک مسجد تعمیر کی جس میں رشد و ہدایت اور تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری کیا۔

جب مودودی صاحب نے اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کے خلاف اسلام کے نام پر جدید طرز کے نظریات پیش کرنا شروع کئے تو مولانا محمد صاحبؒ نے مدلّل انداز میں ان کا علمی تعاقب کیا۔

مولانا محمد صاحب بہت سی کتابوں کے مصنّف بھی تھے۔ آپ کے بلندپایہ مضامین دارالعلوم دیوبند کے ترجمان ماہنامہ "دارالعلوم" میں شائع ہوتے تھے لاہور میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جب قادیانیت اور مودودیت کے موضوع پر گفتگو ہوتی تو حضرت رائے پوریؒ مولانا محمد صاحبؒ کی خدمات حاصل کرتے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اور امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگ مولانا محمد صاحب کا بے حد احترام کرتے۔

مولانا محمد صاحبؒ کی صحت اچھی تھی کہ اچانک فالج کے شدید حملہ کے باعث صاحبِ فراش ہو گئے، دو سال سے آپ کی صحت بگڑنا شروع ہو گئی۔ اس اثنار میں لائلپور کے ممتاز اور مشہور معالجوں ڈاکٹر ارشد حبیب صاحب اور ڈاکٹر چیمہ صاحب نے آپ کا علاج جاری رکھا۔ گذشتہ پندرہ یوم سے آپ نیم بیہوشی کے عالم میں تھے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال لائل پور میں داخل کر دئیے گئے۔ حاجی محمد اسمٰعیل صاحب لدھیانوی مولانا کے صاحبزادوں کی رفاقت میں پوری توجّہ اور کوشش سے علاج معالجہ اور خدمت کر رہے تھے کہ علم و عمل کا یہ درخشندہ ستارہ نمازِ فجر کے بعد ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

ع۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

نمازِ جنازہ

حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر پورے ملک میں بجلی کی طرح پھیل گئی اور غم گساروں کا ہجوم صبح سے ہی جمع ہونے لگا تھا۔ پروگرام کے مطابق ۴½ بجے عصر کے بعد لائل پور کے اسی وسیع باغ میں نماز جنازہ کا اہتمام کیا گیا تھا جسے مولانا محمد صاحب نے رام لیلا گراؤنڈ سے "عید باغ" میں تبدیل کیا تھا۔

حضرت مولانا مرحوم عیدین کی نمازیں

جس میدان میں پڑھاتے رہے آج آپ کی نمازِ جنازہ بھی وہیں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے ملک کے جلیل القدر علماء کرام اور دینی جماعتوں کے ممتاز رہنما تشریف فرما تھے۔ جن میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء حضرت مولانا مسعود علی آزاد صاحب، مولانا عبدالعزیز صاحب چیچہ وطنی، مولانا محمد عبداللہ صاحب جامعہ رشیدیہ، پیر جی عبداللطیف صاحب چیچہ وطنی، تبلیغی جماعت کے رہنماؤں میں مولانا قاضی عبدالقادر صاحب، مولانا مفتی زین العابدین صاحب، مولانا عبدالوہاب صاحب، مولانا عبدالجلیل صاحب، مولانا عبدالوحید صاحب، مجلس احرار اسلام کے ناظمِ اعلیٰ مولانا سیّد ابوذر بخاری، مجلس تحفظ ختم نبوّت کے رہنماؤں میں سے مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا تاج محمود، مدرسہ خیرالمدارس ملتان سے مولانا حافظ رشید احمد جالندھری، مولانا محمد شریف جالندھری، جماعت اسلامی لائل پور کے رہنماؤں میں مولانا مفتی سیاح الدین صاحب اور لائل پور کے تمام مدارس عربیہ کے مہتمم اور مدرسین حضرات مولانا محمد یحییٰ صاحب لدھیانوی، مولانا جمال الدین صاحب، مولانا عبدالعزیز صاحب، مولانا عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر المنبر لائلپور، مولانا حافظ عبدالمجید نابینا صاحب، مولانا عبدالغنی صاحب خطیب کوہ نور ملز، اور شہر کے تمام علمی اور تجارتی اداروں کے ممتاز حضرات شریک تھے۔ نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادہ مولانا عزیز الرحمان صاحب نے پڑھائی۔ بڑے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا اور ۷۹ سال کی عمر میں علم و عمل کی یہ شمع ہمیشہ کے لئے بجھ گئی۔

مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پسماندگان میں سے آپ کی اہلیہ محترمہ، اور پانچ لڑکے مولانا عزیز الرحمان، مولانا سعید الرحمان، مولانا مسعود الرحمان، مولانا مقبول الرحمان، مولانا ایوب الرحمان اور تین لڑکیاں ہیں۔ جن میں سے ایک مولانا انیس الرحمان صاحب لدھیانوی، دوسری مولانا عبدالجلیل صاحب سرگودھوی اور تیسری حافظ عزیز الرحمان کے ہاں شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ مولانا انیس الرحمان صاحب لدھیانوی ان دنوں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے حجاز روانہ ہو چکے ہیں۔ (مجاہد الحسینی)

★

تصوّف و سلوک

اقوالِ بزرگاں

(محمّد عمر فاروق، خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ)

خدا کو ماننا یہ ہے کہ ہر وقت اس کی پناہ و امداد مانگ، رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول جاننا یہ ہے کہ اُس کے سوا کسی کی پیروی نہ کر۔

(حضرت مجدّد الف ثانیؒ)

حصولِ ثواب اور حصولِ جنّت کی نیّت سے عبادت نہ کر کہ یہ خودغرضی ہے۔ دوزخ کے خوف سے عبادت نہ کر کہ یہ شکم پرستی اور غلامی ہے۔ بلکہ عبادت کو پیشہ سمجھ کہ دُکان اس کی خلوت ہے، راس المال اس کا تقویٰ ہے، نفع اس کا جنّت ہے۔

(حضرت معروف کرخیؒ)

عمل منعم کے لئے کر نہ کہ نعمت کے لئے۔ مالک کے لئے کر نہ کہ ملک کے لئے۔ حق کے لئے کر نہ کہ باطل کے لئے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

عمل کئے بغیر آرزوئے بہشت نہ کر کہ یہ گناہ ہے اور بغیر ادائے سنّت امیدِ شفاعت نہ رکھ کہ یہ محض غرور اور دھوکا ہے — گناہ کرنے والے سے میل جول نہ رکھ کہ یہ گناہ پر راضی ہونا ہے۔ نہ ہی خدا کے دُشمنوں سے دوستی رکھ کہ یہ خدا سے دشمنی ہے۔

(شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

تُو اگر دوست چاہتا ہے تو خدائے عزّ و جلّ کافی ہے، غمگسار چاہتا ہے تو رسولِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کافی ہیں، مونس چاہتا ہے تو قرآن کافی ہے، ایمان چاہتا ہے تو جہاد کافی ہے، کام چاہتا ہے تو عبادت کافی ہے، ہمراہی چاہتا ہے تو کراماً کاتبین کافی ہیں۔ اگر یہ پسند نہیں تو پھر تیرے لئے دوزخ کافی ہے۔ (حضرت شفیق بلخیؒ)

بچّہ! گناہ کے چھوٹا ہونے کو نہ دیکھ جس کی نافرمانی کر رہا ہے اُس کو دیکھ۔ (حضرت بہلوی مدظلہٗ)

تیری جوانی تجھے دھوکا دے رہی رہی ہے۔ یہ عنقریب تجھ سے چھین لی جائے گی۔ اس لئے عمدہ لباس کا حریص بننے سے پہلے اپنے کفن کو عمدہ بنانے کی فکر کر، مکان کے شیدائی بننے کی بجائے قبر کے گڑھے کو عمدہ بنا، غذاؤں کے دلدادہ ہونے کی بجائے کیڑے مکوڑوں کی غذا بننے کو یاد رکھ۔ روٹی کی اتنی طلب رکھ کہ زندگی باقی رہ سکے۔ پانی اتنا پی جس سے پیاس بجھ جائے۔ کپڑا اتنا پہن جس سے ستر پوشی ہو سکے، مکان ایسا ڈھونڈ جو رہائش کے لئے مکتفی ہو، علم اتنا پڑھ جس پر عمل ہو سکے۔ (امام غزالیؒ)

علم وہ اچھا ہے جو دل میں خوفِ خدا پیدا کرے۔ ذاتی برائیوں سے واقف کرے، طاعات میں رغبت اور معصیت سے نفرت پیدا کرے۔

(مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ)

تُو دیکھتا نہیں کہ تجھ جیسے ہزاروں نے دنیا کو موٹا تازہ کیا اور پھر زمین نگل گئی۔ اس لئے تُو دنیا میں رہنے کا سامان مت کر، تو تُو دارالآخرت کا ایک مسافر ہے، مہد سے چل کر لحد کو جا رہا ہے، تیری عمر کا ہر برس منزل ہے، ہر مہینہ فرلانگ ہے، ہر دن میل اور ہر سانس قدم ہے کیا عجب کہ اگلی ساعت یا کل کا دن ایسی حالت میں آئے کہ تُو سطحِ زمین سے گم اور قبر کے اندر موجود ہو۔ اس لئے تجھ کو اس وقت تک نیند کرنا زیبا نہیں جب تک اپنا وصیت نامہ اپنے سرہانے میں نہ رکھ لے۔ (حضرت صدیق اکبرؓ)

ساتھیو! رُوٹھے رب کو منا لو ورنہ قبروں میں آہیں بھرتے رہوگے۔

(حضرت درخواستی مدظلہٗ)

چینی امام مسجد کے اخلاق نے مجھ پر اسلام کا دروازہ کھول دیا

الحاج ڈاکٹر عمر میتا (جاپان)

مَیں جاپان کے ایک شہر باباگوچی کے ایک قدیم بودھ خاندان میں ۱۸۹۲ء میں پیدا ہؤا اور میرا نام اوچی میتا رکھا گیا۔ مَیں نے اپنے مدرسہ میں جو اب یونیورسٹی بن چکا ہے۔ چینی زبان پڑھی تھی۔ اور ۱۹۱۶ء میں بی اے پاس کر لیا تھا لیکن چینی زبان کے مطالعے کی بدولت میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی تھی کہ مجھے چین جا کر وہاں کے اہم جغرافیائی مقامات کو دیکھنا اور چینیوں کے ساتھ ان ہی کی زبان میں بات چیت کرنا چاہئے۔ اسی زمانے میں مَیں نے اپنے بڑے بھائی سے علاج کا وہ فن بھی سیکھ لیا تھا جس کے ذریعہ دواؤں کے بغیر صرف قوتِ ارادی کی پوشیدہ قوتوں سے کام لے کر امراض کو دُور کیا جا سکتا ہے اور جسے جاپانی زبان میں "ٹینو روہو" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تعلیم سے فراغت پانے کے بعد ہی مَیں چین کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اور سنگھائی جا پہنچا۔ اس سفر میں مَیں نے صرف اپنے حاصل شدہ طریقِ علاج کو ہی کسبِ معاش کا ذریعہ بنایا تھا۔ بہر حال مَیں سنگھائی سے ہانکاؤ اور وہاں سے چوچاکاؤ پہنچ گیا اور کچھ مدت چوچاکاؤ میں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا اور مکان کرایہ پر لے کر وہاں "جاپان کے ڈاکٹر اوچی میتا" کے نام سے اپنا بورڈ لگا کر رہنے اور پریکٹس کرنے لگا۔

ایک روز مَیں اپنے مطب میں بیٹھا ہؤا تھا کہ ایک چینی نے آ کر مجھ سے کہا کہ ہمارے خاندان کے ایک بزرگ سخت بیمار ہیں، شہر کے تمام ڈاکٹر ان کی صحت یابی سے مایوس ہو چکے ہیں اس لئے ہماری خواہش ہے کہ آپ ان کا علاج کریں۔

اس شہر میں میرے علاوہ اور کوئی جاپانی نہیں رہتا تھا اور ابھی یہاں کسی کے ساتھ میرے دوستانہ تعلقات بھی نہیں تھے —— اس لئے قدرتی طور پر میرے ذہن میں یہ خیال ہؤا کہ اگر مریض پر میرا طریقِ علاج کامیاب نہ ہؤا اور وہ مر گیا تو کہیں یہ لوگ غصّہ میں آ کر مجھے ہلاک نہ کر دیں۔ ایسی حالت میں کوئی ایک شخص بھی میری مدد نہیں کر سکے گا۔ اپنے اس اندیشہ کے پیشِ نظر مَیں نے اس شخص سے کہا کہ مَیں علاج کرنے کو تیار ہوں، بشرطیکہ کوئی ذمّہ دار شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے دے کہ اگر میرا علاج کامیاب نہ ہؤا تو مجھے کوئی گزند نہ پہنچایا جائے گا۔

میری بات سن کر وہ شخص خاموشی سے باہر چلا گیا اور تھوڑی ہی دیر میں ایک ضعیف العمر اور معزز شخص کو ساتھ لے کر واپس آیا جس نے علاج کی ناکامی کی صورت میں میرے تحفّظ کا یقین دلایا۔ مَیں پہلی ہی نظر میں اپنے لئے اس شخص کی ذات میں ایک کشش محسوس کرنے لگا تھا اور بعد میں مجھے معلوم ہؤا کہ یہ بزرگ شہر کی قدیم مسجد کے امام ہیں اور اس شہر کی ایک تہائی آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

مَیں نے مریض کا علاج شروع کر دیا۔ اور اگرچہ اس کی حالت بالکل ہی نازک تھی لیکن اللہ کا شکر ہے کہ میرے علاج کی بدولت وہ جلد ہی صحت یاب ہو گیا۔ اس مریض کی صحت یابی کے چند روز بعد تین چینی نوجوانوں نے میرے مطب میں آ کر میری میز پر چاندی کے سکّوں کے ڈھیر لگا دیے۔ اس زمانہ میں چین میں نوٹ نہیں چلتے تھے۔ لیکن مَیں نے یہ رقم لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ایک انسانی زندگی کو بچا لینے سے مجھے جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ میرے لئے میری محنت کا کافی انعام ہے۔

یہ تینوں نوجوان روپیہ لے کر واپس چلے گئے لیکن تھوڑی دیر کے بعد بہت سے تحفے لے کر واپس آئے، یہ سب کے سب مسلمان تھے اور اس طرح مجھے پہلی بار مسلمانوں کے ساتھ دوستی کرنے اور قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ امام صاحب عموماً میرے پاس آتے رہتے تھے اور مَیں اپنے دل میں ان کے لئے محبّت کا جذبہ محسوس کرنے لگا تھا اور ان کے کردار سے بے حد متاثر تھا۔

مَیں چونکہ سیاحت کی غرض سے چین گیا تھا۔ اس لئے مدّت کے بعد جب مَیں نے چوچاکاؤ سے روانگی کا ارادہ کیا تو امام صاحب نے مجھ سے کہا کہ روانگی سے قبل مجھے چند دن ان کے ہاں مہمان کی حیثیت سے رہنا چاہئے اور مَیں ان کی اس خواہش کو رد نہ کر سکا۔ امام صاحب مسجد کے ایک حجرہ میں رہتے تھے۔ چین کی مساجد میں امام کے مخصوص حجروں کے علاوہ طلبہ اور مہمانوں کے قیام کے کمرے بھی ہوتے تھے۔ امام صاحب نے مجھے ایک کمرہ میں ٹھہرا دیا اور میری ہر معمولی سی ضرورت پر بھی پوری توجہ مبذول کرنے لگے۔

مسجد میں اپنے اس قیام کے زمانہ میں روزانہ مسلمانوں کو نماز پڑھنے کے لئے وہاں آتا ہؤا دیکھتا تھا —— مجھے ان مسلمانوں اور دوسرے چینیوں میں نمایاں فرق نظر آتا تھا، یہ لوگ صاف ستھرے ہوتے تھے۔ ان کے اطوار میں پاکیزگی پائی جاتی تھی۔ اور ان کے چہروں سے ان کے دلوں کی صفائی کا اظہار ہوتا تھا۔ مَیں تین ماہ تک اسی جگہ مقیم رہا۔ میرا بیشتر وقت اسلامیات سے متعلق ان کتابوں کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا جو امام صاحب میرے لئے فراہم کرتے رہتے تھے۔ مَیں نے اسی

(باقی ص۱۴ پر)

درسِ قرآن

از: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی، واہ کینٹ

قرآن کے چار بنیادی مسئلے

(۱) توحید (۲) رسالت (۳) قرآن کی صداقت (۴) قیامت کا مسئلہ

قرآن کریم میں چار قسم کے بنیادی مضمون ہیں۔ میں نے اپنی کتاب "معارف القرآن" میں اس پر پوری بحث کی ہے۔ پہلا مسئلہ کیا ہے؟ توحید ــــ توحیدِ ذاتی، توحیدِ صفاتی اور توحیدِ فاعلی۔ اور دوسرا بنیادی عقیدہ کیا ہے؟ رسالت ہے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ حضورؐ کی رسالت کے بغیر بھی دین نامکمل ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بنیادی مسئلہ ہے۔ اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا، خالی ایمان لانا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نہیں ہے بلکہ تمام صفات پر ایمان لانا جیسا کہ قرآن نے فرمایا۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (الاحزاب ۴۰) جتنی صفات حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور تیسرا مسئلہ میرے بزرگو! قرآن کی صداقت دلیل ہے جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کی۔ اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد دلیل ہے الوہیت کے ذاتی اور صفاتی احکام کی ــــ اور چوتھا مسئلہ کون سا ہے؟ قیامت کا مسئلہ یقینی ہے ــــ بات یہاں سے چلی تھی ــــ وَإِن تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝۔ فرمایا کہ اے میرے حبیبؐ! یہ اگر اس بات میں متعجب ہیں تو یہ تھوڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ کہتے ہیں۔ جب ہم مر جائیں گے، مٹی ہو جائیں گے، تو پھر کیا دوبارہ زندہ ہوں گے؟ تو قرآن مجید اپنی تعلیمات کے ساتھ ساتھ بنیادی مسائل کو بھی بیان کرتا ہے۔ یہ خالی مثالیں اور کہاوتیں نہیں ہیں۔ اس لئے چوتھی جو بات کی ایمان بالقیامۃ ــــ اور میرے بزرگو! دیکھ لیجئے ہمارے عقیدے کے مطابق سب سے پہلی جو سورت نازل ہوئی جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وہ کون سی سورت ہے؟ سورتِ علق۔ سورتِ علق میں کیا فرمایا؟ إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ ۝ (العلق ۸) بے شک تیرے رب کی طرف سب کا لوٹنا ہے یعنی پہلے دن جو آپؐ پر وحی آتی ہے اس میں یہ بات بتا دی گئی کہ قیامت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور چونکہ سورتِ فاتحہ ہم لوگ پڑھتے ہیں اپنی نمازوں میں جو ترتیبِ عثمانی جو مصدقہ ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، اس ترتیب کے لحاظ سے اس میں ہم کیا پڑھتے ہیں؟ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ کہ اللہ تعالیٰ بدلے کے دن کا بھی مالک ہے۔ یعنی بدلے کے دن پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

اب میں ان آیات کا ترجمہ کرتا ہوں۔ وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ۔ اور زمین میں ٹکڑے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے۔ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ اور زمین میں باغات ہیں انگور کے ــــ وَزَرْعٌ اور کھیتیاں ہیں۔ وَنَخِيلٌ۔ اور کھجوریں ہیں، صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ بعض آپس میں ملی ہیں اور بعض ملی نہیں ہیں۔ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ نق ان سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ اور ہم بزرگی دیتے ہیں بعض کو بعض پر کھانے میں۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ اس تمثیل میں، اس مثال کے بیان کرنے میں بھی بہت بڑی نشانیاں ہیں عقلمند قوم کے لئے ــــ اور اس کا نتیجہ بیان فرمایا۔ وَإِن تَعْجَبْ اگر یہ بات عجیب سمجھی جاتی ہے، فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ــــ پس ان کافروں کا یہ کہنا بھی تو بڑا عجیب ہے، أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا، کیا ہم جب مٹی ہو جائیں گے، أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ کیا ہم نئے سرے سے پھر بنائے جائیں گے؟

ابھی میں نے مثال عرض کی کسی بچے سے آپ کہہ دیں بیٹا یہ کھیت ڈھیلے نہیں ہیں۔ (آخر یہ ڈھیلے ہی تو ہیں، کچھ زمانے کے بعد ان میں ہل چلائیں گے، بیج ڈالیں گے، تو وہ بیج کہاں سے نکلے گا؟ انہی ڈھیلوں میں سے تو نکلے گا) اگر ڈھیلوں میں زندگی نہیں تو بیج میں کہاں سے زندگی آئے گی؟ فرمایا کہ یہ دوبارہ زندگی کا انکار کرنے والے کون سے لوگ ہیں؟ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ یہی وہ لوگ ہیں جو منکر ہو گئے اپنے رب کے ــــ دیکھا؟ خالی قیامت کا انکار کیا، رب کے منکر بن گئے ــــ یہ نہیں ہے کہ ایک مسئلے کا انکار جیسے ہمارے ہاں (اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے) مسلمانوں کو مختلف دینی بیماریاں لگ گئی ہیں ــــ او جی! اگر نہیں مانتا تو صرف ایک ہی بات کو نہیں مانتے، کیا مضائقہ ہے؟ ــــ او بھائی! ایک بات نہ ماننے سے خیر ہے؟ اگر ایک آدمی ایک بات نہیں مانتا دین کی تو کیوں نہیں مانتا؟ ایک بات کا انکار کرنے والا پورے اسلام کا منکر ہو جاتا ہے۔ قرآن دیکھ لیجئے۔ میں تو قرآن کی بات عرض کر رہا ہوں۔ یہودیوں نے کیا کہا تھا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں؟ کہ اے اللہ کے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ پر جبریلؑ وحی لاتا ہے، جبریلؑ ہمارا پرانا دشمن ہے۔ اگر میکائیل وحی لائے تو ہم مان لیں گے ــــ کیا قرآن نے کہا؟ قُلْ۔ آپ ان سے کہہ دیجئے۔ کہلوانے والا کوئی اور ہے کہ آپؐ کہہ رہے ہیں؟ اس اُلّو کو اتنا بھی نہیں پتہ کہ کہلوانے والا کوئی اور ہے ــــ وہ اللہ تعالیٰ ہے ــــ قُلْ۔ اے میرے حبیبؐ! میری یہ بات ان سے کہہ دیجئے۔ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ (البقرہ ۹۷) اور آگے چل کر کیا فرمایا۔ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ۝ (بقرہ ۹۸) اگر تم

جبرئیلؑ کے دشمن ہو تو تمہیں میکائیل کا بھی دشمن سمجھا جائے گا، اور جبرئیلؑ و میکائیل کے دشمن ہو تو سب فرشتوں کے دشمن ہو اور فرشتوں کے دشمن بنے تو رسولوں کے دشمن بنے، اور رسولوں کے دشمن بنے تو اللہ کے دشمن بنے —— اور پھر سن لو، اللہ کافروں کا دشمن ہے —— ایک جبرئیل کے انکار کو قرآن نے کتنا توضیح کے ساتھ بیان کیا۔ یہ بات غلط ہے۔ یاد رکھیں میری بات، قرآن اس نظریے کے خلاف ہے۔ دیکھئے نتیجہ کیا فرمایا۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں ہے۔ یہ چھوٹا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ یہ تو رب کے منکر بن گئے۔ رب کہتا ہے۔ "ہے" یہ کہتے ہیں "نہیں ہے"۔ قٓ ۚ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ۝ بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۖ ذَٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ ۝ (قٓ ۱ تا ۳) اللہ قسمیں کھاتا ہے، مجھے قرآن مجید کی قسم ہے کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگے اور یہ کافر کہتے ہیں هَٰذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ تو کافر بنے انکارِ قیامت سے — مرنے کے بعد زندگی کے منکر کافر ہوگئے — قرآن یہاں پر یہ فرماتا ہے۔

اور پھر کیا بنے گا؟ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ ۖ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ طوق پڑیں گے اُن کی گردنوں میں (لعنت کے طوق ہوں گے) وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ اور یہ تو آگ والے ہیں۔ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ یہ آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ مجھے بھی، آپ کو بھی جہنّم کی آگ سے بچائے۔ حسنِ عقیدہ نصیب فرمائے، عمل کی توفیق عطا فرمائے، اپنے اعمال کی تقصیر پہ اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرمائے آمین!

بقیہ: چینی امام کے ......

زمانہ میں اسلام کے متعلق اپنا وہ پہلا مضمون لکھا تھا جو جاپان میں میرے اسکول کے میگزین میں شائع ہوا تھا۔ اور جس کی بدولت اسلام جاپان میں اپنی حقیقی شکل میں متعارف ہوا تھا۔

مَیں نے تعلیم کے زمانہ میں بودھ مذہب کا گہرا مطالعہ کرنے کے علاوہ اس مذہب کے رہنماؤں کی نگرانی میں مذہبی ریاضتیں بھی کی تھیں —— لیکن بودھ مت اور اس کے فلسفہ سے مطمئن نہیں ہو سکا تھا۔ اس کے برعکس مَیں نے دیکھا کہ اسلام کے عقائد بالکل سمجھ میں آتے ہیں، اور اس کا طریقۂ عبادت بےحد سہل اور سادہ ہے۔

چوچاکاؤ کی مسجد کے قیام کے زمانہ ہی میں میرا دل اسلام قبول کرنے کی طرف راغب ہو گیا تھا۔ لیکن اس وقت سیر و سیاحت کی خواہش نے مجھے اسلام قبول کرنے سے باز رکھا اور مَیں چوچاکاؤ سے چل پڑا۔ اسی کے بعد مَیں تین سال تک چین کی سیاحت کرتا رہا۔ لیکن اس دَوران مَیں کسی مسلمان کے ساتھ رہنے یا مسلمان سے ملنے کا کوئی اتفاق پیش نہیں آیا۔ اور مَیں اپنے وطن جاپان واپس آگیا لیکن مجھے اسلام کے ساتھ جو قلبی لگاؤ پیدا ہو گیا تھا وہ اپنی جگہ بدستور قائم رہا۔

۱۹۲۲ء میں ایک ملازمت کے سلسلے میں مجھے دوبارہ چین جانے کا موقع ملا اور ۱۹۳۶ء میں جب جاپانی افواج پیکن پر قابض ہو گئیں تو میرا تبادلہ بھی پیکن ہو گیا —— پیکن اپنی عظیم الشان مسجد کے لئے مشہور تھا اس مسجد کو دیکھتے ہی مجھے وہ زمانہ یاد آگیا جب میں چوچاکاؤ کی مسجد میں وہاں کے امام صاحب کے مہمان کی حیثیت سے مقیم رہا تھا۔

بہرحال مَیں نے پیکن کے امام صاحب سے بھی اپنے تعلقات قائم کر لئے اور مَیں نے محسوس کیا کہ اپنے اخلاق اور شفقت کے جذبہ میں وہ بھی چوچاکاؤ کی مسجد کے امام صاحب سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ اس طرح مَیں مسلمانوں اور اسلام کے قریب تر آتا گیا اور پیکن کی مسجد کے امام صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

۱۹۴۱ء میں مجھے جاپانی افواج اور مسلمانوں کے درمیان ربط و تعلق قائم رکھنے والے محکمہ کا افسر بنا دیا گیا۔ اور اس وقت کے حالات میں مَیں مسلمانوں کی جو ممکن خدمت کر سکتا تھا مَیں نے اسے انجام دینے میں معمولی کوتاہی بھی نہیں کی۔ اس وقت تمام چینی سخت مصیبت کے دَور سے گذر رہے تھے۔ مسلمان خصوصیّت سے جاپانیوں کے عتاب کا نشانہ بنے ہوتے تھے، کیونکہ انہوں نے اپنے وطن کے خلاف جاپانیوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ بعض اوقات انہیں مُردوں کے لئے کفن تک نہ ملتا تھا اور مجھے مداخلت کرکے ان کی یہ ضرورت پوری کرانی پڑتی تھی اور اس وقت مجھے مسلمانوں کے صبر و استقامت نیز ان کی حُبّ الوطنی کی خصوصیات سے بھی واقف ہونے کا موقع ملا اور اس طرح اسلام کے ساتھ میری محبّت بڑھتی گئی اور اب جب کہ مَیں اطمینان کی زندگی گذار رہا ہوں اللہ تعالےٰ کا شکرگذار ہوں کہ اس نے مجھے اپنے مذہب کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کی ہے۔

بقیہ: اقوالِ بزرگاں

فرمایا حضرت ذوالنّون مصریؒ نے ایک شخص کو دیکھا جو کتّے کو مار رہا تھا۔ آپ رو کر فرمانے لگے — ذوالنّون! اگر ایمان کی سلامتی رہی تو کتّے سے اچھا ورنہ کتّا تجھ سے بہتر۔ کہ وُہ تو دوزخ میں نہیں جائیگا۔

گاڑی اسٹیشن پر کھڑی ہو، گارڈ جھنڈی دے چکا ہو، انجن پہلی وسل کر چکا ہو، میرا ہاتھ کمائی میں ہو، ایک پاؤں پائیدان پر ہو، ایک شخص دوڑتا ہوا آئے اور مجھ سے آکر کہے۔ احمد علی! قرآن مجید کا خلاصہ کیا ہے؟ ابھی گاڑی تیز نہیں ہوگی دوسرا پاؤں پائیدان پر نہیں رکھوں گا۔ سائل کو دوڑنے کی زحمت نہیں ہوگی پہلے بتا دوں گا۔ قرآن کا خلاصہ یہ ہے:

"اللہ کو عبادت سے، رسولؐ کو اطاعت سے، مخلوق کو خدمت سے راضی رکھو۔"

یہ جامع بیان ہے، یہ شانِ قرآن ہے اور اس پر چلنے والا مسلمان ہے

(شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ)

ہمارے اسلاف

صحابہ کرامؓ کی قوتِ ایمانی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ۱۴۱ھ میں ایک آسودہ حال یہودی سردار اسحٰق بن شمعون کے مقروض تھے۔ یہودی بے انتہا ظالم اور سنگ دل تھا۔ اُس نے کہا۔

"عمار اگر تم اسلام سے برگشتہ ہو جاؤ۔ اور اس نئے مذہب کو چھوڑ دو تو میں اپنا تمام روپیہ معاف کر دُوں گا اور تم کو اتنا اور مال و زر دُوں گا کہ تم آسودہ حال ہو جاؤ گے اور اگر تم چاہو گے تو اپنی بھتیجی سارہ بنت عامر سے تمہاری شادی بھی کر دوں گا۔ کیا تم میری درخواست منظور کرو گے؟"

حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا "سردار تمہارا خیال غلط ہے۔ اگر تم اپنا سارا مال و زر بھی مجھے دینا چاہو تب بھی میں اسلام سے برگشتہ نہیں ہو سکتا اور اس مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

اسلام ایک دینِ کامل ہے اور اس کی اولین تعلیم ہی یہ ہے کہ حق پرستی اختیار کرو۔ اللہ واحد یکتا و بے نیاز ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ ساری دنیا کا مالک ہے۔ ہر چیز اسی نے پیدا کی ہے اور وہی تمام آدمیوں کو رزق پہنچاتا ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبُود و رازق نہیں ہے۔

یہ ہمارا ایک مستحکم عقیدہ ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی ہم اس عقیدہ کو فراموش نہیں کر سکتے۔ ہمارے آقائے نامدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین انسان ہیں۔ اُن کی غریب نوازی کا یہ عالم ہے کہ کبھی کوئی سائل اُن کے در سے محروم نہیں جاتا۔ عفت و عصمت کی نسبت کبھی کسی مخالف نے بھی کوئی شبہ ظاہر نہیں کیا۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم ہے۔ کہ رات رات بھر نوافل میں گزار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ پائے مبارک ورم کر آتے ہیں۔ انسانی ہمدردی کی یہ کیفیت ہے کہ روزانہ فجر کے بعد غریبوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت کو تشریف لے جاتے ہیں۔ غریبوں کی دل نوازی اور بیواؤں کی خدمت اُن کے معمولات میں داخل ہے۔ اُن کے رونق افروز ہونے سے پہلے ہم تباہ کُن گمراہی کی حالت میں تھے۔ ہماری اخلاقی حالت تباہ ہو گئی تھی۔ ہم اپنی سیاہ کاریوں پر فخر کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اصلاح کی اور ہم کو اعمالِ صالحہ کی طرف توجہ دلائی۔ ہم ایسے آقائے نامدار اور ایسے محسن اعظم سے کس طرح برگشتہ ہو سکتے ہیں۔

سردار! یاد رکھو ہم دنیا کے عظیم و جلیل سرمایہ کو ٹھکرا سکتے ہیں، ہم تاج و تخت پر لعنت بھیج سکتے ہیں، ہم دنیا کی بہترین راحتوں سے بیزار ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ ہم اپنی جانیں بھی قربان کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ سردار میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے سُولی پر لٹکا دیا جائے اور مجھے خاک و خون میں تڑپایا جائے لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ حضورؐ کے پائے اقدس میں کانٹا بھی چبھ جائے۔"

حضرت سعد بن عبادہؓ ۶۲۸ھ میں یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سردار شمعون بن زید کے بہت زیادہ مقروض تھے۔ شمعون نے ایک دن حضرت سعد بن عبادہؓ کو طلب کیا۔ سخت و شدید تقاضا کے بعد کہا کہ،

"سعد اگر تم اسلام چھوڑ دو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید نہ کرو تو میں نہ صرف اپنا قرض معاف کر دوں گا، بلکہ وعدہ کرتا ہوں کہ آٹھ ہزار دینار نقد پیش کروں گا۔ اور یہی نہیں بلکہ اپنی بہن ہاجرہ بنت زید سے تمہاری شادی کر دُوں گا۔ کیا تم اس دعوت کو منظور کرتے ہو؟"

حضرت سعد بن عبادہؓ نے فوراً قہر آمیز انداز میں جواب دیا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے میرے قلب کو تکلیف پہنچائی۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے ایمان کی قیمت آٹھ ہزار دینار ہے، اور کیا میں مال و زر کے لئے اپنی متاعِ آخرت بیچ دُوں گا؟"

سردار! اسلام ایک مقدس مذہب ہے۔ اس میں نہ خلافِ عقل باتیں ہیں۔ اور نہ خلافِ تہذیب رسمیں ہیں۔ اسلام ایک سچا اور شائستہ مذہب ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسلام کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے ہم مصیبتوں اور برائیوں میں مبتلا تھے۔ ہمارے ملک میں ہر طرف جہالت کی حکمرانی تھی اور بُت پرستی کا طوفان برپا تھا۔ حضور داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حق پرستی کی تعلیم دی اور ہمارے اعمال کی اصلاح کی۔ اسلام کی دعوت ہے کہ خدائے قدوس تمام جہان کا خالق و مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبُود نہیں ہے۔ ہر چیز اسی نے پیدا کی ہے اور وہی تمام نعمتوں کا سرچشمہ ہے۔ ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بہترین ہمدرد ہیں۔ ان کے مخالف بھی ان کو صادق اور امین کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق پسندی اور پرہیزگاری تمام عرب میں مشہور ہے۔ آپ غریبوں کی خدمت کرتے ہیں، مظلوموں کی حمایت میں پیش پیش رہتے ہیں۔ آپ کے عدل و انصاف پر ہر شخص کو اعتماد ہے۔

سردار! میں تم کو دعوت دیتا ہوں کہ غلط راستہ چھوڑ کر صحیح راستہ اختیار کرو اور متاعِ فانی کے لئے متاعِ آخرت کو برباد نہ کرو۔ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں جو دین و دنیا کی بھلائی کا ضامن ہے۔

شمعون بن زید نے کہا" اچھا اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید سے دستبردار نہیں ہو سکتے تو میرا قرض فوراً ادا کرو۔ ورنہ میں تم کو سخت تکلیفوں میں مبتلا کر دوں گا۔"

حضرت سعد نے جواب دیا، میں تمہارا قرض جلد ادا کر دوں گا۔ لیکن تکالیف کے خوف سے میں متاعِ آخرت کو تباہ نہیں کر سکتا۔ میرا یہ اعتقاد ہے کہ عزت کے ساتھ زندہ رہنا لائقِ احترام ہے، اور ذلت کے ساتھ زندگی بسر کرنا قابلِ نفرت ہے۔ اگر تم مجھے تکلیف میں ڈالنا چاہتے ہو تو ڈال دو۔ مَیں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ جب میری گردن تلواروں کی امتحان گاہ بن جائیگی۔

جب میرے جسم سے خون کے فوارے جاری ہوں گے۔ جب میں تائیدِ حق کی پاداش میں خاک و خون میں تڑپوں گا۔ تب بھی میری زبان پر یہی کلمۂ توحید ہوگا۔ کہ اسلام حق ہے۔ اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے۔ وہ تمام جہان کا مالک ہے۔ اسی نے تمام کارخانۂ عالم کو سنبھال رکھا ہے اور وہی ہم کو رزق دیتا ہے اور اسی کے پاس ہم کو جانا ہے۔

شمعون بن زید اس تقریر کو سُن کر بیحد متاثر ہوا اور اس نے کہا :۔ اچھا تم بتدریج اپنا قرض ادا کر دینا ؛

بقیہ مجلسِ ذکر

ایسا ہوتا تو وہ ایک لمحے کے لیے خاموش نہ رہتے أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ کی صدائیں لگانے والے ایک منٹ آگے پیچھے زندگی نہ بڑھا سکے نہ گھٹا سکے یہیں سے خدا کی عظمت آشکار ہو جاتی ہے۔
لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (اعراف ۳۴)

زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے

چند سال گزرے ہیں ترکی کے جنرل گرسل تھے اور امریکہ کے آئزن ہاور کے زمانے کے وزیر خارجہ ڈلس تھے۔ ڈاکٹروں نے ضمانت دی تھی کہ ہم ان دونوں کی صحت اور تندرستی کے لیے ذمہ داری لیتے ہیں۔ ایک کے پیٹ میں کینسر تھا اور دوسرے کے مرض کا ہی علم نہ ہو سکا۔ بے ہوش ہوا۔ مہینوں بیہوش رہا اور اسی میں گرسل اللہ کو پیارا ہوا ۔ ہسپتال میں عرصہ رہا، کامیابی نہیں ہوئی صدر جمہوریہ تھا اپنے وقت کا۔ امریکہ نے کہا ہم یہاں لاتے ہیں۔ علاج کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہوائی جہاز میں لے گئے، ہوش میں نہ لا سکے۔ علاج تو کیا کرتے۔ طب کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کی زندگی بڑھائیں یا گھٹائیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کارنامہ ہے اس نے یہ بات اپنے ہاتھ میں رکھی ہے ہاں اطباء کا کام یہ ہے کہ جتنا وقت ہے وہ خیریت سے گزرے۔ آرام سے گزرے۔ راحت سے گزرے کوئی تکلیف ہے تو اس کا متبادل انتظام کیا ہے؟ پیاس ہے تو پانی۔ بھوک ہے تو روٹی، نیند ہے تو خواب۔ اسی طرح انسان کے سر میں درد ہے تو فلاں علاج ہے۔ پیٹ میں درد ہے تو فلاں علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے مٹی میں جو چیزیں پیدا کیں ان میں خواص ہیں۔ خواص کو دریافت کرنے کی اللہ تعالیٰ نے انسان کو توفیق دی، ان کو علاج معالجے میں کامیابی کے ساتھ صدیاں گزارنے کے بعد وہ تدبیریں کامیاب ہوئیں۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ عرصہ دراز میں جا کر ان پر قابو پاتے ہیں، جس طرح کہ پہلے دق تھی اب وہ قابلِ علاج مرض سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح سرطان کی بیماری جو ہے اس کا ابھی تک کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ ڈلس کو بھی یہی تھی۔ ڈلس کے لیے انہوں نے کہا اگر موت آنی ہی ہے تو اس کو طبعی موت مرنے دو۔ اپریشن اگر کر کے بچا سکتے ہو تو بچاؤ۔ اگر ناکام ہونے کی شکل ہے تو پھر جتنا وقت اپنے ملک کی خدمت کر سکتا ہے اس سے محروم نہ کرو ڈاکٹروں نے کہا انتڑیاں جتنی بھی نکال دی جائیں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ذمہ داری لی کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ اللہ کے بندوں نے آپریشن کیا وہ اٹھا ہی نہیں، یہیں سے پتہ چلتا ہے :۔

بُت کریں آرزو خدائی کی
ذات ہے فقط تیری کبریائی کی

مَیں مثال دیا کرتا ہوں گاندھی جی مہاراج کے بارے میں۔ میں نے پڑھا ہوا ہے خود مضمون اُن کے قلم کا :۔ مَیں ایک سَو پچیس سال جیوں گا: اور یہ دعوے کہ مَیں اَن نہیں کھاتا اور بکری کا دودھ پیتا ہوں، بے فکر غذا ہے، کسی قسم کی مجھے تکلیف نہیں"۔ اور واقعہ یہ ہے کہ خدا وندِ قدوس نے سَو سال نہ پورے ہونے دیئے اور یہ شکر کرتے ہیں کہ ایک ہندو کے ہاتھ سے مرا، کسی مسلمان کے ہاتھ سے مرتا تو خدا معلوم کیا حشر ہوتا۔

بات سے بات نکلتی گئی، آج کی معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ روح اور جسم دونوں کے تقاضے ہیں وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ، جسم کا بھی حق ہے کہ اس کو حلال اور طیّب غذا بہم پہنچائیں اور اس کے بعد روح کی بھی آپ پر ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے ذکر اذکار کیا کریں، اسی پر ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضی پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں! آمین!

مولانا دوست محمد قریشی کی علالت

تنظیم اہلسنت پاکستان کے صدر اور ملک کے مشہور مبلغ مولانا دوست محمد صاحب پر گذشتہ دنوں فالج کا حملہ ہوا جس کے باعث آپ صاحبِ فراش ہیں۔ قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ وہ قریشی صاحب کے لئے خصوصی دعا کریں اللہ تعالےٰ آپ کو جلد شفاء کاملہ عطا فرمائے۔ (ادارہ)

حاجی غلام مصطفٰے صاحب کا انتقال

حلقۂ احباب میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ لائل پور کے مشہور صرّاف اور مخیّر بزرگ جناب حاجی غلام مصطفیٰ صاحب جالندہری ۸ر جنوری ۱۹۷۰ء کو کو انتقال کر گئے ــــ انّا للہ وانّا الیہ راجعون

حاجی صاحب مرحوم بڑے ہی نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ بزرگ تھے۔ علماء کرام خصوصاً حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ساتھ ان کے نیازمندانہ تعلقات تھے۔ لائل پور میں قاری صاحب کا انہیں کے ہاں جناح کالونی میں قیام ہوتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے اور پسماندگان حاجی نور محمد، اقبال محمد، میر محمد اور بشیر محمد صاحبان کو صبر و تحمل کی توفیق بخشے۔ ادارہ خدام الدین حاجی صاحب مرحوم کے لئے خاص طور سے دعائے مغفرت کرتا ہے اور پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ (مجاہد الحسینی، ایڈیٹر خدام الدین لاہور)

مولود مسعود

حلقۂ احباب میں یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ لائل پور کے مشہور احرار کارکن حاجی شیخ غلام حسین مرحوم کے فرزند جناب شیخ عبدالرؤف ہمدرد بوٹ ہاؤس بھوانہ بازار لائل پور کو اللہ تعالےٰ نے فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے، بچے کا نام محمد عمر رکھا گیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو والدین کا فرمانبردار اور اسلام کا سچا شیدائی بنائے اور اس کی عمر دراز کرے۔ (ادارہ)

ڈیرہ اسمٰعیلخاں میں خطیب کا مسئلہ

جامع مسجد کلاں میں خطباء و آئمۂ مساجد ڈیرہ اسمٰعیلخاں کی ایک میٹنگ زیرِ صدارت پیرِ طریقت حضرت مولانا الحاج عبدالغفار صاحب منعقد ہوئی جس میں متفقہ طور پر طے پایا کہ ہم ڈپٹی کمشنر صاحب اور محکمۂ اوقاف سے پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ مسجد چوگلیہ میں مولانا عبدالقدوس کا تقرر بحال رکھا جائے کیونکہ مسجد ہذا کے نمازیوں کی پُر زور خواہش ہے۔ اسلئے ہم جمیع خطباء و آئمۂ مساجد یہ یقین رکھتے ہیں کہ متعلقہ حکام رائے عامہ و نمازیوں کے دینی جذبات کا احترام کریں گے اور غیر متعلقہ لوگوں سے متاثر نہ ہوں گے

سیدنا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

قسط ۴

شیخ الحدیث حضرت نافعؒ نے کامل تیس برس سیدنا حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی خدمت کی ہے اور آپ کے تبحرِ علمی سے پورا پورا استفادہ کیا ہے حضرت ابن عمرؓ کے علاوہ اور متعدد صحابہ ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیقؓ۔ حضرت ام سلمہؓ حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت ابوسعید خدری وغیرھم سے روایت کی ہے امام اوزاعی، امام زہری، ایوب سختیانی۔ ابن جریج اور امام جیسے ائمۃ الحدیث حضرت نافع سے شرفِ تلمذ رکھتے ہیں حضرۃ نافع کی جلالت قدر اور عظیم المرتبت ہونے کا اس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مشہور و معروف اموی خلیفہ نے جو خود ایک مجتہد اور ناقد فن تھے، نافع کو اہل مصر کی تعلیم کے لیے بھیجا تھا، ۱۱۷ ہجری میں نافع نے وفات پائی۔

حضرت نافعؒ جب تک زندہ رہے حضرت امام مالک ان کے حلقۂ درس میں موجود رہے۔

حضرت امام مالکؒ مجلس میں پہنچ کر ان سے پوچھتے کہ "ان مسائل میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے کیا فرمایا ہے" نافع ان کے اقوال بیان کرتے تھے۔

(بحوالہ طبقات ابن سعد جزو تابعین مدینہ ترجمہ مالک)

شاگرد کو استاد کے علم و فضل پر اتنا فخر تھا کہ فرماتے ہیں کہ

"جب میں امام مالکؒ، عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث نافع کی زبان سے سن لیتا ہوں تو پھر اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ کسی اور سے بھی اس کی تائید سنوں"

شاگرد و استاد کے شرف و قبول کی دلیل اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ روایت مالک عن نافع عن ابن عمرؓ کو دنیا "سلسلۃ الذہب" یعنی طلائی زنجیر کہہ کر پکارتی ہے۔

شیخ الحدیث سیدنا حضرت نافعؒ کے علاوہ حضرت امام دارالہجرۃ مالکؒ نے مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دوسرے شیوخ حدیث سے بھی حدیث خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سیکھی ان عظیم شیوخ کرام میں ممتاز ترین یہ حضرات ہیں۔

محمد بن شہاب الزہری، امام جعفر صادق بن محمد باقر، محمد بن منکدر، محمد بن یحییٰ الانصاری، ابوحازم یحییٰ بن سعید۔

ان شیوخ حدیث کا مختصراً تعارف بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بن شہاب الزہری ان کا نام اصل میں محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب الزہری القرشی ہے لیکن صرف ابن شہاب زہری کے نام سے مشہور و معروف ہیں اور اس سے بھی مختصر عموماً امام زہری کے نام سے موسوم ہیں۔

اصحاب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تابعینِ امتِ محمدیہ میں جو حضرات روایت و حدیث کے اساطین ہیں ان میں حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا رتبہ و درجہ حضرت سعید بن المسیب کے سوا سب سے بلند و بالا ہے۔

(صحاح ستہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابن ماجہ نسائی۔ ابوداؤد، ترمذی) جو پورے اسلام کا عظیم ترین سرمایہ اور کارنامۂ فخر ہے۔

ابن شہاب زہری کی دولتِ روایات سے مالا مال ہے اور انہیں جو ایک اور فضیلت حاصل ہے وہ یہ کہ حضرت ابوبکر بن حزمؒ کے بعد علم حدیث کے یہ دوسرے مدوّن ہیں۔

بلاشبہ یہ ان کے کمالات علمیہ اور خدمت حدیث میں ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملتِ اسلامیہ پر یہ ان کا ناقابل فراموش احسان ہے۔

اصحاب سید المرسلینؐ میں سے حضرت انسؓ، حضرت جابرؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، سہل بن سعدؓ وغیرھم اور دیگر متعدد صحابہ کرامؓ کے نورٌ علیٰ نور چہروں کے دیدار سے مشرف ہونے کے علاوہ اس مقدس و مطہر جماعت سے روایت کا شرف بھی حاصل تھا۔

مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ (جن کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں) اور دیگر شیوخ مدینہ کے سینوں میں جو علم منتشر و پراگندہ تھا۔ امام زہریؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس منتشر علم کو اپنے سینہ و سفینہ کے اوراق میں مجتمع کیا اور یہی علم امام زہری کے بعد سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ کے سینۂ اقدس میں منتقل ہوا۔

حضرت امام مالکؒ کی زبانی مروی ہے کہ

"ابن شہاب زہری جب مدینہ آتے تو ہم طلبائے علم کا ان کے دروازہ پر اژدحام ہو جاتا"

امام زہریؒ نے مدینہ چھوڑ کر شام میں سکونت اختیار کر لی تھی لیکن امام مالک کو اپنے استاذ کا یہ بُعد اور نقل مکانی گوارا نہ تھی۔

چنانچہ ایک بار شاگرد نے استاد سے شکایت کی کہ:

"مدینہ میں رہ کر آپ نے طلب علم کی اور جب کامل ہو گئے تو مدینہ چھوڑ کر ادوام (واقع شام) جا کر آپ بس گئے"

استاد (امام زہریؒ) نے جواب دیا۔

"مدینہ کے آدمی جب آدمی تھے تو میں مدینہ میں رہا اور جب بدل گئے تو میں بھی نکل گیا" (بحوالہ جامع بیان العلم ابن عبدالبر)

امام لیث مصری اس بات کے معترف تھے کہ:

"امام زہریؒ سے بڑھ کر جامع علم کوئی دوسرا نہیں"

خود امام زہری کا اپنا بیان ہے کہ:

"جو چیز میں نے اپنے دل کو سپرد کی وہ کبھی گم نہ ہوئی"

ناقدین حدیث کا خیال ہے کہ:

"امام زہری سے بڑھ کر متن و سند کا کوئی حافظ نہ تھا"

(باقی ہے)

"خدام الدین" میں مسودات بھیجنے کیلئے اس چیز کا خیال رکھیں، مسودہ صاف خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھا ہوا

بخاری لائبریری کا قیام

ڈکوشیڈ خانیوال میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی یاد میں ایک لائبریری قائم کی ہے جس کے عہدیدار حسب ذیل ہیں

سرپرست : مولانا عباس اختر (نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام خانیوال)

نگران اعلیٰ : امداد حسین بٹ　　صدر : قاضی ایاز احمد

نائب صدر : محمد ریم صدیقی　　سیکرٹری : محمد سلیم

نائب سیکرٹری : اختر حسین　　خزانچی : حفیظ الرحمٰن

نشر و اشاعت : محمود الٰہی ، محمد حنیف

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ صدر دفتر جمعیۃ واقع ۵۶ میکلوڈ روڈ نزد لاہور ہوٹل ہر انگریزی مہینہ کی پہلی اتوار کو منعقد ہوتی ہے یکم فروری بروز اتوار پروفیسر علامہ خالد محمود نے درس قرآن سے مجلس مذاکرہ کا افتتاح فرمایا۔ طلباء اور تعلیم یافتہ حضرات سے شرکت کی خصوصی درخواست ہے۔　　(ناظم نشر و اشاعت)

علامہ دوست محمد صاحب قریشی کو صدمہ

گذشتہ دنوں حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی کی والدہ محترمہ چند روز فالج کے خطرناک مرض میں مبتلا رہنے کے بعد رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ نہایت صالح اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر و تحمل عطا فرمائے ادارہ خدام الدین قریشی صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔　　(ادارہ)

ضروری اعلان

علامہ دوست محمد صاحب قریشی چونکہ بیمار ہیں اسلئے اپنی زیر طبع کتاب مصباح المقربین کا پورا مسودہ آپ ارسال نہیں کر سکے اس لئے علامہ صاحب جب صحت یاب ہوں گے تو بقایا مسودہ تیار کریں گے تب کتاب طبع ہوگی ۔ احباب نوٹ فرمالیں۔　　حافظ نور محمد انور رہتاس شاہ عالم لاہور

مدرسہ ضیاء العلوم فیض باغ لاہور میں یوم والدین

لاہور ۲۹ر جنوری ۔ ضیاء العلوم مڈل سکول فیض باغ لاہور میں یوم والدین نہایت تزک و احتشام سے منایا گیا جلسہ کی صدارت الحاج شیخ امام الدین صاحب سوداگر چرم نے کی بچوں کے والدین کے علاوہ دیگر معززین نے بھی شرکت فرمائی۔ جلسہ کی کارروائی ٹھیک دس بجے تلاوت قرآن سے شروع ہوئی مدرسہ کے بچوں نے اردو، انگریزی اور عربی میں مکالمے اور تقریریں کیں نعتیں پڑھیں جس سے حاضرین بے حد محظوظ و متاثر ہوئے جلسہ تین گھنٹے تک جاری رہا۔ آخر میں مولانا علی اکبر ایم اے مہتمم نے مدرسہ کے محاسن بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مدرسہ کی بنیاد حضرت مولانا الحاج سید محمد مطیع الحق پاپڑی نے بغرض خدمت دین کے تحت ۱۹۴۸ء میں رکھی تھی بانی علیہ الرحمۃ نے اس کی تعمیر و ترقی میں بے پناہ تکالیف برداشت کیں اور اپنی حین حیات میں مدرسہ کی دو عمارات اور ایک جامع مسجد کی تعمیر کی تھی ۔ اب عمارات مدرسہ اور مسجد کی توسیع کے لئے ملحقہ مکان خرید لیا گیا ہے جس کو منہدم کر کے باقاعدہ منصوبہ کے تحت نئی عمارت تعمیر کی جائیگی جس پر لاکھوں روپے صرف ہونے کا اندازہ ہے اس مدرسہ میں تقریباً ۸۰۰ لڑکے اور لڑکیاں مڈل تک مفت تعلیم پاتے ہیں ۔ مدرسہ کا ماہوار اوسط خرچ تقریباً چار ہزار روپے ہے ۔ مدرسہ کا اصل سرمایہ توکل علی اللہ ہے اور مخیر حضرات کے زکوٰۃ ، صدقات ، چرم قربانی ہے

محمد ادریس خان بی اے ، ایس ٹی ای وی ہیڈ ماسٹر مدرسہ ہذا)

۹۰۰۹

قاری محمد الدین کو صدمہ

راولپنڈی کی مشہور قرآنی درسگاہ مدرسہ تعلیم الفرقان مری حسن کے بانی و مہتمم جناب قاری محمد الدین صاحب کے والد محترم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ہیں مرحوم کے لئے جنت الفردوس اور حضرت قاری صاحب و دیگر جمیع پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہوں نیز جمیع قراء کرام و علماء حضرات سے ایصال ثواب کی خصوصی درخواست ہے

شریک غم ۔ قاری محمد شریف قصوری خطیب مسجد چوڑیاں کناری بازار لاہور

صفحہ بچوں کا

قصہ عزیر علیہ السلام

ابو العیاض محمد امین صاحب بہاولپور

پیارے بچو. تیسرے پارہ کے دوسرے رکوع میں ایک واقعہ آیا ہے. آج ہم آپ کو وہ واقعہ سناتے ہیں بخت نصر ایک بڑا ظالم بادشاہ گزرا ہے. اُس نے بیت المقدس جیسے متبرک شہر کو ویران کر دیا اور بنی اسرائیل کے معزز لوگوں کو بے عزت کر کے قید کر لیا شہر کی عمارتیں تباہ و برباد کر دیں نیز تمام باغات وغیرہ اُجاڑ دئے. اور تمام شہر اور اُس کا ارد گرد سنسان بنا دیا۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا زمانہ تھا. اُس ظالم نے اُن کو بھی قید کر لیا۔ جب آپ اُس کی قید سے رہا ہوئے اور بیت المقدس کے پاس سے گزرے تو اُس کو برباد دیکھ کر دل میں خیال لائے. کہ مولا کریم یہ عظمت والا شہر پھر بھی کبھی آباد ہوگا۔

اسی خیال میں وہ شہر کے باہر ستانے کو ٹھہر گئے اور اپنی سواری ایک درخت سے باندھ دی خداوند کریم نے فرشتے کو حکم دیا کہ اُن کی جان قبض کر لی جائے۔ یہ قبل دوپہر کا وقت تھا۔ اور آپ اس طرح سو سال سے زیادہ مدت تک وہیں پڑے رہے۔ آخر کار خداوند کریم نے اُن کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور پوچھا اے عزیرؑ یہاں آپ کتنا عرصہ پڑے رہے ہیں۔ آپ نے کہا دن یا دن کا کچھ حصہ یعنی چند گھنٹے۔ اس پر خداوند کریم نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ آپ یہاں سو سال سے زیادہ عرصہ تک پڑے رہے ہیں۔ فرمایا۔ اپنا کھانا پینا دیکھو۔ دیکھا تو وہ جُوں کا توں تازہ تھا۔ بڑے حیران ہوئے پھر مولا کریم نے فرمایا اپنے گدھے کی طرف دیکھو۔ اُس کی طرف نظر دوڑائی۔ تو بوسیدہ ہڈیوں کا ایک پنجر تھا۔ پھر اور بھی متعجب ہوئے۔ خداوند تعالےٰ نے۔ پھر فرمایا۔ کہ دیکھو ہم آپ کے سامنے آپ کے گدھے کو زندہ کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہڈیوں پر گوشت پوست چڑھنے لگا۔ اور آن واحد میں آپ کی سواری کا گدھا زندہ ہوگیا۔ فرمایا۔ یہ میری قدرت کے نشان ہیں۔ جسے آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ گویا عین الیقین ہوگیا۔ پھر حضرت عزیر علیہ السلام نے شہر پر نظر ڈالی تو وہ اپنی پوری عظمت کے ساتھ آباد تھا سب ویرانے آباد تھے اور شہر کو پرانی عظمت مل چکی تھی۔ اس سارے مشاہدے کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور فرمایا۔ واقعی مولا تو ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے جب چاہے جس طرح چاہے کر سکتا ہے۔ تیرے آگے کوئی مشکل نہیں (دراصل اس سو سال کے دوران میں دوسرے بادشاہ نے شہر کو آباد کر دیا تھا)

پیارے بچو یہ خدائی طاقت ہی تھی۔ جس نے کھانے کو گرم رکھا۔ گویا دنیا کی گرمی اور سردی کا اثر ہی نہ ہونے دیا گویا اُس کرّہ کو تھرموس بنا دیا۔ جس میں کھانا جُوں کا توں رہا۔ اور باقی کرۂ ارض میں کوئی تبدیلی نہ فرمائی۔ جس کے اثر سے گوشت پوست تک مٹی ہو گئے اور ہڈیاں بوسیدہ ہو کر پڑی رہیں غور کا مقام ہے۔ کہ ایک ہی حصّہ زمین پر دو متضاد کیفیات کس طرح نمودار ہوئیں۔ پھر خود نبی کا سو سال تک سوئے رہنا یا مرنے کے بعد زندہ ہونا بظاہر کتنا عجیب ہے۔ لیکن خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا یہی حال دل کا ہے۔ دل کی دنیا بھی آباد اور اُجڑتی رہتی ہے۔ خوشی اور غمی دکھ اور سکھ کا چولی دامن کا ساتھ ہے اگر ہر کمال کے بعد زوال ہے۔ تو زوال کے بعد کمال بھی غیر یقینی نہیں بس اُس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ وہ اُجڑے دل پھر بسا دیتا ہے۔ کملائے چہرے پھر تازہ فرما دیتا ہے۔ اور اُداسی کے بعد پھر دوبارہ تازگی بخش دیتا ہے۔ یہ بھی اُس کی سنت ہے پس ہمیں اُس کی رحمت سے ہمیشہ پُر امید رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

”اور وہ شخص (عزیر علیہ السلام جو ایک بستی پر گزرا۔ اور وہ بستی اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی۔ وہ شخص (حضرت عزیرؑ) بولے اللہ اس بستی کو بربادی کے بعد کس طرح آباد کریگا پس پھر اللہ نے اُس کو موت دے دی۔ اور وہ سو سال تک پڑے رہا۔ پھر اللہ نے اُسے دوبارہ زندہ کر دیا۔ اور پوچھا تو کتنی مدت یہاں رہا ہے۔ وہ بولا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ یہاں رہا ہوں۔ اللہ نے فرمایا نہیں بلکہ تو سو برس تک یہاں رہا ہے۔ پس اپنا کھانا پینا دیکھ وہ بالکل باسی نہیں ہوا۔ اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھ تاکہ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشانی بنائیں۔ اور اُن ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم کس طرح اُن کو جوڑتے اور گوشت پوست پہناتے ہیں۔ پس جب یہ سب کچھ خوب ظاہر ہوگیا۔ تو بولا میں مانتا ہوں۔ کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے“

سورہ بقر پارہ سوم آیت نمبر ۲۵۹

ننھّا مجاہد

غلام محی الدین نظر

ننھّا منّا ایک مجاہد
کہتے ہیں سب جس کو زاہد
امی جان سے اک دن بولا
بھید اپنے دل کا یوں کھولا
امی جنگ میں جاؤں گا مَیں
باطل سے ٹکراؤں گا مَیں
دشمن کو برباد کروں گا
یوں اپنا دل شاد کروں گا
امی اک بندوق منگا دو
امی میری شان بڑھا دو!
امی بولی پیارے بیٹے
اچھے ہیں جذبات تمہارے
لیکن تم ہو بھولے بھالے
ننھے منّے پیارے پیارے
مشکل ہے تلوار چلانا
ہو کے جواں تم جنگ پہ جانا
محنت صبح و شام کرو تم
اچھے اچھے کام کرو تم
جب تم اس قابل بن جاؤ
شوق سے اک بندوق منگاؤ
توپ، ٹینک، تلواریں لینا
خوش ہو کے پھر آگے بڑھنا
ہر دشمن کو مار بھگانا
اسلامی پرچم لہرانا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری 19321/G مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۷۶۹/۲۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۷ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ چٹھی نمبر ۱۸/G-۳۰/۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

خدام الدین میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
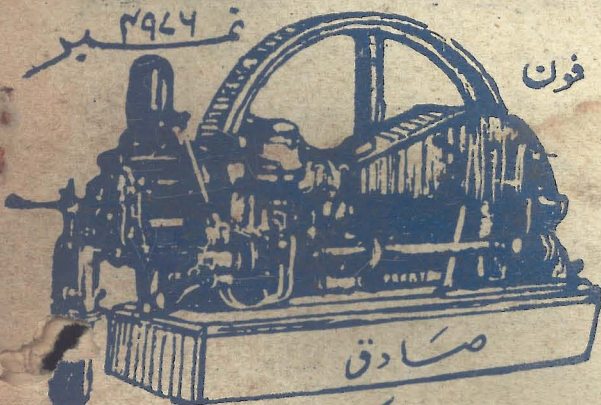
فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبداللہ انور پرنٹر چھپا۔ اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا